نفس کے پجاری

وعظ

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

کتاب گھر
ناظم آباد ۴ — کراچی ۷۴۶۰۰

نفس کے بندے

وعظ

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

ناشر

کتاب گھر

نام کتاب ← نفس کے بندے

وعظ ← فقیہ العصر مفتیٔ اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

تاریخ طبع ← شوال ۱۴۲۹ھ

مطبع ← حسان پرنٹنگ پریس

ناشر ← فون: 6642832

کتاب گھر

ملنے کا پتہ

کتاب گھر السادات سینٹر بالمقابل دارالافتاء والارشاد

ناظم آباد۔ کراچی

فون نمبر.....۶۶۸۳۳۰۱ فیکس نمبر ۰۲۱-۶۶۲۳۸۱۴

فاروق اعظم کمپوزرز

فہرست مضامین "نفس کے بندے"

عنوان	صفحہ
نفس کے بندے	۷
نفس کو اللہ بنانے کی صورتیں	۸
❶ منکرات	۸
منکرات کی قسمیں	۹
① بے پردگی	۹
② ڈاڑھی منڈانا کٹانا	۱۱
③ ٹخنے ڈھانکنا	۱۶
④ تصویر کی لعنت	۱۹
⑤ گانا باجا	۲۲
⑥ ٹی وی کی لعنت	۲۵
ٹی وی کے مفاسد	۲۵
① تصویر	۲۵
② تصویر دیکھنے کا عذاب	۲۵
③ بے پردگی	۲۵
④ گانے باجے	۲۶
⑤ حیاء و غیرت کا جنازہ	۲۶
⑥ دل کی سیاہی	۲۷

صفحہ	عنوان
۲۷	⑦ شیطانی فریب
۲۷	⑧ قیمتی وقت کا ضیاع
۲۸	⑨ صحت جسمانیہ کا دیوالا
۲۹	⑩ مال کی تبذیر
۲۹	⑪ والدین کی اولاد سے دشمنی
۳۰	⑫ جرائم کو ہوا دینا
۳۰	⑬ شعائر دینیہ کی بے حرمتی
۳۱	⑭ آلۂ معصیت کا استعمال
۳۱	⑮ ان فسادات کی تشہیر و ترویج
۳۴	درس عبرت
۳۶	ٹی وی کے احکام
۳۷	⑦ حرام خوری کی لعنت
۳۹	⑧ غیبت کی لعنت
۴۱	❷ بدعات
۴۱	① ایصال ثواب کی بدعات
۴۵	② قرآن خوانی کی رسم
۴۹	ایصال ثواب کا صحیح طریقہ
۵۰	③ جشن ربیع الاول
۵۳	④ کونڈے
۵۴	⑤ ۲۷ ر رجب کا روزہ
۵۴	⑥ شب معراج

صفحہ	عنوان

عنوان	صفحہ
اشکال	۵۵
جواب	۵۵
⑦ نصف شعبان کی رات	۵۶
شیعہ کی خباثت	۵۷
⑧ بدعات رمضان	۵۹
⑨ طواف کی دعائیں	۵۹
③ جذبات	۶۰
خلاف شرع جذبات کی مثالیں	۶۱
پہلی مثال	۶۱
دوسری مثال	۶۱
تیسری مثال	۶۲
④ تفضلات	۶۲
گناہ چھوڑے بغیر نفل عبادت کی مثالیں	۶۳
پہلی مثال	۶۳
دوسری مثال	۶۴
تیسری مثال	۶۴
مدار نجات	۶۴
⑤ توہمات	۶۵
تہجد کے لئے آنکھ کھلنے کا وظیفہ	۶۵
اللہ کی محبت کا حصل	۶۶
بے خواب کی گلی میں رات گزارنے کا اثر	۶۸

صفحہ	عنوان
۶۹	حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قصہ
۷۰	❻ خداعات
۷۴	❼ تعلّقات
۷۵	دل شکنی یا دین شکنی
۷۷	❽ خطرات
۷۹	اللہ کی محبت حاصل کرنے کا طریقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وعظ

نفس کے بندے

(   )

الحمدللہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیأت اعمالنا، من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ ونشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی اٰلہ وصحبہ اجمعین۔

امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم،

﴿ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونھم کحب اللہ والذین اٰمنوا اشد حبا للہ﴾ (۲-۱۶۵)

نفس کے بندے:

اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کو اللہ بنانے والوں کی ایک قسم قرآن مجید میں بار بار بیان

فرمائی ہے وہ یہ کہ اپنے نفس کو اللہ بناتے ہیں اِدھر اُدھر کے اللہ تو رہے الگ خود اپنے نفس کو اللہ بنالیتے ہیں، فرمایا:

﴿ارءیت من اتخذ الٰھه ھوٰه افانت تکون علیه وکیلا○﴾

(۲۵-۴۳)

اور فرمایا:

﴿ومن اضل ممن اتبع ھوٰه بغیر ھدی من اللّٰه ان اللّٰه لا یھدی القوم الظٰلمین○﴾ (۲۸-۵۰)

اور فرمایا:

﴿افرءیت من اتخذ الٰھه ھوٰه واضله اللّٰه علی علم وختم علی سمعه وقلبه وجعل علی بصره غشوة فمن یھدیه من بعد اللّٰه افلا تذکرون○﴾ (۴۵-۲۳)

اس مضمون کی اور بھی کئی آیات ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ انہوں نے اپنے نفس کو اللہ بنالیا ہے۔ کسی نے بنایا درختوں کو، کسی نے بنایا پتھروں کو، کسی نے انسانوں میں سے کسی انسان کو مگر بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ خود ہی اپنے اللہ بن بیٹھے۔ آج اس پر بیان کرنے کا ارادہ ہے اللہ تعالیٰ سمجھانے کی توفیق عطاء فرمائیں، سننے والوں کے دلوں میں بات اتار دیں، عمل کی توفیق عطاء فرمائیں۔

نفس کو اللہ بنانے کی صورتیں:

① منکرات:

جو لوگ گناہ کرتے ہیں، اللہ کی نافرمانی نہیں چھوڑتے وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ وہ اپنے نفس کی خواہش پوری کرنے کے لئے اس کی اطاعت کرتے ہیں، نفس کا حکم ایک

طرف اللہ تعالیٰ کا حکم دوسری طرف، اللہ کا حکم ہے کہ یہ کام حرام ہے مت کرو اور نفس کہتا ہے کرو تو یہ اپنے نفس کی بات مانتا ہے اللہ کی بات نہیں مانتا اس نے اپنے نفس کو اللہ بنا رکھا ہے، اللہ کو چھوڑ کر اپنے نفس کی اطاعت کرتا ہے۔

ایک بزرگ کہیں بیٹھے ہوئے کہہ رہے تھے:

"نہ تو میرا اللہ نہ میں تیرا بندہ تیری بات کیوں مانوں؟۔"

جب لوگوں نے یہ بات سنی تو انہوں نے جا کر قاضی سے شکایت کر دی کہ یہ شخص تو ایسا کفر بک رہا ہے۔ اس زمانے کی حکومتیں ایسی باتوں پر تفتیش کرتی تھیں خلاف شرع امور پر سخت سزائیں دیتی تھیں۔ انہیں بلا کر پوچھا کہ کیا کہہ رہے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ لوگ ٹھیک کہتے ہیں میں نے یہ بات کہی ہے مگر میرا مطلب تو سمجھیں، میرا نفس مجھے کسی گناہ کا حکم دے رہا تھا تو میں اپنے نفس سے کہہ رہا تھا کہ نہ تو میرا اللہ نہ میں تیرا بندہ تیری بات کیوں مانوں؟ جو میرا اللہ ہے میں جس کا بندہ ہوں میں تو اسی کی بات مانوں گا، تو میرا اللہ نہیں ہے میں تیرا بندہ نہیں، نالائق! خبیث! میں تیری بات کیوں مانوں۔

منکرات کی قسمیں:

منکرات کی تفصیل تو بہت زیادہ ہے آج کا مسلمان کیا کیا منکرات کر رہا ہے اگر میں نے وہ سب بیان کرنے شروع کر دیئے تو کئی گھنٹے لگ جائیں گے اس وقت صرف وہ منکرات بتاؤں گا جو کبیرہ گناہ ہیں کھلی بغاوتیں ہیں لیکن آج کے مسلمان نے انہیں گناہوں کی فہرست سے ہی نکال دیا۔

① بے پردگی:

مسلمانوں نے شریعت کے مطابق پردہ چھوڑ دیا، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے گھر

میں پردہ ہے وہ جھوٹ بولتے ہیں ان کے گھر میں شرعی پردہ نہیں ہوتا، شرعی پردہ کیا ہے؟ دیور جیٹھ سے، نندوئی سے، بہنوئی سے، چچازاد سے، پھوپھی زاد سے، ماموں زاد سے، خالہ زاد سے، تمام غیر محارم سے، پردہ کیا جائے اور غیر محرم قریبی رشتہ داروں سے زیادہ سخت پردہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿الحمو الموت﴾ (متفق علیہ)

"دیور تو گویا موت ہے۔"

قریبی رشتہ داروں سے بے پردگی میں اتنا ڈرو جتنا موت سے ڈرتے ہو۔ عقلی لحاظ سے بھی یہ حقیقت واضح ہے کہ اغیار سے اتنا نقصان نہیں پہنچتا، اگر کوئی عورت بے پردہ باہر نکلے تو کچھ لوگ اس کی طرف بری نظر سے دیکھیں گے اسے دکھانے اور انہیں دیکھنے کا گناہ ہوا مگر عموماً فتنہ نہیں ہوتا زبردستی کوئی آکر نہیں چمٹتا مگر گھروں میں جو قریبی رشتے دار دیور، نندوئی، بہنوئی اور سارے زاد وغیرہ آتے جاتے ہیں، ان کے ساتھ بار بار اختلاط، خلوت میں ملنے اور بلا تکلف باتیں کرنے سے فتنہ پھیلتا ہے، ان میں آپس میں بدکاری کے واقعات ایک دو نہیں ہزاروں ہزاروں ہیں رات دن گھروں میں بدکاریاں ہو رہی ہیں مگر کہتے یہ ہیں کہ ہمارے گھر میں پردہ ہے، ایسا ہے آج کل کا مسلمان، جو عورتیں شریعت کے مطابق پردہ نہیں کرتیں اور جو مرد اپنی عورتوں کو پردہ نہیں کرواتے وہ دیوث اور باغی ہیں، اگر انسان کھلا گناہ کرتا ہے دیکھنے والے سمجھ جائیں کہ یہ اللہ کا نافرمان ہے تو اسے "بغاوت" کہتے ہیں۔ مخفی گناہوں کو معاف کیا جاتا ہے مگر کھلے گناہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا کہ وہ معافی کے لائق نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان فرمادیا:

﴿کل امتی معافی الا المجاهرین﴾ (متفق علیہ)

میری ساری امت کتنے بڑے بڑے گناہ کرے شاید اللہ معاف کردے مگر جو

لوگ کھلے گناہ کرتے ہیں کہ دیکھنے سے پتا چل جائے کہ یہ اللہ کا باغی ہے وہ معافی کے لائق نہیں۔

(۲) ڈاڑھی منڈانا کٹانا:

ڈاڑھی منڈانا کٹانا بھی بغاوت ہے دور سے ہی پتا چل جاتا ہے کہ یہ اللہ کا باغی ہے۔ اگر کوئی رمضان میں روزہ نہ رکھے تو اس کے لئے دوسری سزائیں تو ہیں قتل کا حکم نہیں لیکن اگر بازار میں لوگوں کے سامنے کھلے بندوں کھاتا پیتا رہے تو وہ بغاوت کرتا ہے، شریعت کی توہین کرتا ہے اس کے لئے شریعت کا حکم یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے حالانکہ وہ تمام دن تو نہیں کھاتا رہے گا کہیں ایک وقت میں بازار میں چند لوگوں کے سامنے کھائے گا مگر جو صورت ہی اللہ کے باغیوں کی بنالے اور اس کا ثبوت پیش کرتا رہے کہ اس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ سے نفرت ہے لوگوں میں اعلان کرتا پھر رہا ہے وہ کتنا بڑا باغی ہے۔

ایک مٹھی کے برابر ڈاڑھی رکھنا فرض ہے اس سے کم کرنا حرام ہے، گناہ کبیرہ ہے اور اتنا بڑا گناہ کہ دینا بھر کے سارے گناہ اکٹھے کر دیئے جائیں تو بھی یہ سب سے بڑا جرم ہے، وجہ وہی کہ یہ بغاوت ہے بغاوت جس کی معافی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بادشاہ کسری نے دو قاصد بھیجے ان کی ڈاڑھی منڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ مبارک دوسری جانب پھیر لیا انہیں دیکھا نہیں حالانکہ وہ تو کافر تھے کافر احکام اسلام کے مکلف نہیں، کافروں کے بارے میں تو یہ حکم ہے کہ انہیں پہلے اسلام کی تبلیغ کرو جب مسلمان ہو جائیں تو اس کے بعد احکام اسلام پر عمل کرواؤ، وہ کافر تھے، دوسری بات یہ کہ مہمان تھے مہمانوں کی رعایت کی جاتی ہے، تیسری بات یہ کہ بادشاہ کے قاصدوں کے رعایت سے یہ توقع کی جاسکتی تھی کہ بادشاہ اسلام قبول کرلے اور اس کی وجہ سے اس کی پوری رعیت اسلام

۔س داخل ہو جائے۔ اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے رخ انور پھیر لیا، اندازہ لگایئے کہ قیامت میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیشی ہوگی تو کیا حال ہوگا؟ ذرا اپنی حالت کے بارے میں سوچئے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے باغیوں کی شفاعت فرمائیں گے؟ ایک بار مطاف کے کنارے ایک آلو کھڑا ہوا تھا، بیت اللہ کے چوگرد جتنی جگہ میں لوگ طواف کرتے ہیں اسے مطاف کہا جاتا ہے، مطاف کے کنارے ایک آلو کھڑا تھا، آلو تو سمجھتے ہی ہوں گے (حضرت اقدس ڈاڑھی منڈانے والوں کو آلو کہتے ہیں) وہ بہت رو رہا تھا بہت زیادہ رو رہا تھا اور ایک ہی رٹ لگائے ہوئے تھا الحمد للہ، الحمد للہ، الحمد للہ، ہاتھ باندھے ہوئے کھڑا ہے اور مسلسل روتا چلا جارہا ہے، ہچکی بندھی ہوئی ہے، یہ لوگ جب روتے ہیں تو تینوں نہروں کو ایک کردیتے ہیں اتنا روتے ہیں، آنکھوں کا پانی، ناک کی دونوں نالیوں کا پانی اور منہ کا فوارہ تینوں کو ایک کردیتے ہیں اتنا روتے ہیں، یہ باغی لوگ رو رو کر اللہ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں، وہ بھی ایسے ہی کھڑا ہوا رو رہا تھا اور بڑے جوش سے بہت زور زور سے چلا چلا کر کہتا جارہا تھا الحمد للہ، دیکھنے والوں کو ایسے لگ رہا تھا کہ ابھی اس کی جان گئی ابھی گئی، مرا جارہا ہے عشق میں لیکن اپنی صورت سے سب طواف کرنے والوں کو پوری مسجد حرام کو بلکہ پورے مکہ والوں کو دکھا رہا ہے کہ اللہ کا باغی ہے اور جب مدینہ جائے گا تو وہاں بھی سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائے گا کہ دیکھ لے اتنی نفرت ہے تجھ سے، پھر کیوں آگئے؟ ایسے ہی تجھے اور تیرے اللہ کو دھوکا دینے آگیا، ان عاشقوں کا حال یہ ہے ؎

ہم فراق یار میں گھل گھل کے ہاتھی ہوگئے
اتنے گھلے اتنے گھلے رستم کے ساتھی ہوگئے

دلی کے ایک مشہور شاعر مرزا قتیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثناء میں بہت اعلیٰ درجے کی نعتیں کہا کرتے تھے عشق و محبت میں ڈوبا ہوا ان کا فارسی کلام کسی

ایرانی نے سنا تو اسے خیال گزرا کہ شاید کوئی بڑے عارف اور صاحب نسبت بزرگ ہیں اس لئے ایران سے سفر کر کے دلی ان کی زیارت کو پہنچا۔ ان کے گھر جا کر پتا کیا تو گھر والوں نے بتایا کہ حجام کی دوکان پر گئے ہیں، آج کل تو ڈاڑھی مونڈنے والوں نے پھاوڑے اپنے گھروں میں ہی رکھے ہوئے ہیں مگر اس زمانے میں پھاوڑوں کی یہ گرم بازاری نہ تھی ڈاڑھی منڈوانے کے لئے حجام کی دوکان پر جانا پڑتا تھا۔ وہ ان کی تلاش میں حجام کی دوکان پر گیا وہاں دیکھا کہ عاشق رسول شاعر صاحب ڈاڑھی منڈوا رہے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر اس کے نادیدہ عاشق بے چارے ایرانی کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی، ورطہ حیرت میں ڈوب گیا اور پوچھا:

"آغا ریش می تراشی؟"

"ارے عاشق رسول! یہ کیا؟ ڈاڑھی منڈوا رہا ہے؟"

اس نے بھی شاعرانہ انداز سے جواب دیا:

"ریش می تراشم ولے دل کسے نمی خراشم۔"

"ہاں ڈاڑھی ہی منڈوا رہا ہوں کسی کا دل تو نہیں دکھا رہا۔"

وہی بات جو آج کل کے بے دین کہتے ہیں کہ دل پاک ہونا چاہیے، شاعر صاحب بھی یہی کہنے لگے کہ محبت تو میرے دل میں بھری ہے ڈاڑھی منڈالی تو کیا فرق پڑا؟ ایرانی کا جواب سنئے، یا اللہ! اس ایرانی کا جواب سب کے دلوں میں اتار دے تجھے تیری رحمت کا صدقہ سب کے دلوں کی گہرائی میں اسے اتار دے، وہ بولا:

"اے نادان! دل سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم می خراشی۔"

ارے ناداں تو کہتا ہے کہ میں کسی کا دل نہیں دکھا رہا تو تو دونوں جہانوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھا رہا ہے، اس ذات اقدس کا دل زخمی کر رہا ہے جن کی خاطر یہ دونوں جہاں پیدا کئے گئے۔ یہ سنتے ہی مرزا قتیل بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے

توزبان پر یہ شعر جاری تھا ؎

جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی
مرا با جان جان ہمراز کردی

ڈاڑھی کٹانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھتا ہے یہ کوئی شاعرانہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے۔ امت کی بدعملیوں سے یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھتا ہے۔

ڈاڑھی کے بارے میں تو میرے بہت بیان ہیں اور بحمد اللہ تعالیٰ ایسے ایسے بیان بھی ہیں کہ ایک ہی بیان سن کر سینکڑوں نے ڈاڑھیاں رکھ لیں ایک نیوی کا فوجی یہاں بیان میں پہنچ گیا پہلی بار آیا اور پھنسا، اللہ تعالیٰ آج بھی ایسی ہی رحمت برسادیں کہ یہ بٹیر جو پہلی بار آئے ہیں سارے ہی پھنس جائیں، اللہ کی محبت کے جال میں پھنس جائیں اللہ کی محبت کے جال میں۔ نیوی کا فوجی پہلی بار آیا حالانکہ اس دن ڈاڑھی کے بارے میں کوئی خاص بات بھی نہیں ہوئی بس اللہ کی محبت کی باتیں ہوتی رہیں، اس نے جاکر ڈاڑھی رکھ لی، فوج میں اصول ہے کہ ڈاڑھی رکھنے کے لئے پہلے بڑے افسر سے اجازت لینی پڑتی ہے لیکن اس میں محبت کا غلبہ اور جوش ایسا ہوا کہ اس نے اجازت لئے بغیر ہی ڈاڑھی رکھ لی۔ کپتان نے پوچھا کیا شیو بڑھ گیا ہے؟ تو اس نے کہا شیو نہیں بڑھا ڈاڑھی رکھی ہے اس نے کہا بلا اجازت کیوں رکھ لی اس پر سزا ہوگی۔ وہ فوجی جواب دیتا ہے کہ میری گردن تو کٹ سکتی ہے مگر ڈاڑھی نہیں کٹ سکتی۔ ایک فوجی اپنے افسر کو جواب دے رہا ہے، وہ افسر اس جواب کو کیسے برداشت کرتا اس نے کہا تجھے گولی سے اڑادیا جائے گا تو فوجی نے کہا میں نے پہلے ہی کہہ دیا گردن کٹ سکتی ہے ڈاڑھی نہیں کٹ سکتی۔ اسے بحری جہاز کی جیل میں بند کردیا گیا پھر وہاں سے نکال کر شہر کی جیل میں رکھا، بہت دھمکیاں دیں کہ ہمیشہ قید میں رہو گے، گولی ماردی جائے گی، ایسے کردیا جائے گا ایسے کردیا جائے گا، بہت سختی کی، بعض بڑے بڑے افسروں نے جاکر اسے سمجھایا کہ تو تو ڈاڑھی رکھ

کر دین کو بدنام کر رہا ہے تجھے گولی مار دیں گے یا نوکری سے نکال دیں گے تو اس طرح دین بدنام ہوگا، وہ بیچارا ڈر گیا لیکن اللہ تعالیٰ دستگیری فرماتے ہیں:

﴿والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین﴾ (۲۹-۶۹)

ارے! ذرا سا قدم تو اٹھاؤ ذرا سا قدم پھر دیکھئے اللہ کی مدد کیسے ہوتی ہے، کچھ ارادہ تو کرو، ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے واسطہ بنا دیا فوج کی جیل میں جہاں بہت سخت پابندیاں ہوتی ہیں کوئی مل نہیں سکتا لیکن اللہ نے اپنی قدرت سے اس شخص کو واسطہ بنا دیا وہ میرے پاس فتویٰ لینے آیا تو یہاں سے یہ فتویٰ لکھا گیا کہ جس افسر نے اسے جیل میں بھیجا ہے وہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرے، اس فوجی سے معافی مانگے اور اسے فوراً جیل سے نکالے اگر یہ افسر ایسا نہیں کرتا تو حکومت پر فرض ہے کہ کسی بہت بڑے میدان میں بر سر عام اس دشمن اسلام زندیق افسر کی گردن اڑائے، اگر حکومت ایسا نہیں کرتی تو ایسی بے دین حکومت کو مسلمانوں پر حکمرانی کا کوئی حق نہیں دنیا و آخرت میں اسلام دشمنی کے برے انجام اور ذلت و رسوائی کا انتظار کرے۔ ایسے فتوے نکلتے ہیں یہاں سے۔ فتویٰ جب فوجی کے پاس پہنچا تو جو بھی افسر آتا وہ اسے فتویٰ دکھا دیتے، انہوں نے بتایا کہ میں جب بھی کسی افسر کو فتویٰ دکھاتا تو وہ بھیگی بلی کی طرح بھاگ جاتا۔ بالآخر اس فوجی کو رہا کر دیا گیا، ملازمت بھی بحال کر دی گئی اور سارے مقدمے ختم کر دیئے گئے۔ انہوں نے اپنے یہ تمام حالات مجھے لکھے پھر اس کے بعد لکھا کہ میں جب اپنے گاؤں گیا تو میری سالی چارپائی پر بیٹھی ہوئی تھی مجھ سے کہنے لگی آؤ یہاں میرے ساتھ بیٹھ جاؤ (اپنے پاس بٹھا رہی ہے کمبخت) میں نے کہا میں تیرے ساتھ نہیں بیٹھوں گا، اس نے جواب میں کہا کہ پہلے تو بیٹھ جاتا تھا اب تو کیوں بدل گیا؟ میں نے کہا اب نہیں بدلا پہلے بدلا ہوا تھا فطرت سے، اب میرے اللہ نے مجھے ہدایت دے دی تو فطرت پر واپس آ گیا۔ دیکھئے! اس نے ایک ہی بیان سنا جس سے اتنی ہمت اور

قوت اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمادی، اللہ تعالیٰ سب کو ایسی ہمت اور قوت عطاء فرمادیں۔

③ ٹخنے ڈھانکنا:

آج کل جسے دیکھیں پاجامہ ٹخنوں سے نیچے، جسے دیکھیں پاجامہ ٹخنوں سے نیچے، دراصل مردوں میں عورت بننے کا شوق غالب آگیا ڈاڑھی بھی اسی لئے منڈاتے ہیں اور پاجامہ بھی اسی لئے لٹکاتے ہیں تاکہ مکمل عورت نظر آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ما اسفل من الکعبین من الازار فی النار﴾ (بخاری)

جو مرد بھی ٹخنے ڈھانکے گا خواہ کرتا اتنا لمبا پہنا خواہ تہبند یا شلوار کسی بھی چیز سے ٹخنے ڈھانکے تو سیدھا جہنم میں، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر ایمان نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی دل لگی کی باتیں نہیں کیا کرتے اپنی طرف سے کچھ نہیں فرماتے جو کچھ بھی فرماتے ہیں اللہ کے حکم سے فرماتے ہیں:

﴿وما ینطق عن الھوی ۞ ان ھو الا وحی یوحی ۞﴾ (۵۳-۳،۴)

ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اس کے ٹخنے ڈھکے ہوئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ دوبارہ وضوء کرو نماز دوبارہ پڑھو۔ معلوم ہوا کہ ٹخنے ڈھانکنا اتنی بڑی نحوست ہے کہ گویا اس کا پاخانہ نکل گیا یا ہوا خارج ہوگئی یا پیشاب نکل گیا وضوء تو انہی چیزوں سے ٹوٹتا ہے نا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اتنا برا قرار دیا۔ جب تک اصلاح نہیں ہوتی ٹخنے ڈھانکنے کا گناہ نہیں چھوڑتے اس وقت تک یہی سوچ لیا کریں کہ ہوا نکل رہی ہے شاید اسی طریقے سے ہدایت ہوجائے۔

دین کی باتیں آگے دوسروں تک پہنچایا کریں دل میں درد پیدا کریں، نرمی اور محبت سے منکرات کی اصلاح کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا کریں اگر سب خاموشی اختیار

کر کے گونگے شیطان بنے رہیں گے تو ظلمتیں بڑھتی ہی چلی جائیں گی۔ شاید آپ کی کوئی ہلکی سی کوشش کسی کے لئے جہنّم سے نجات کا ذریعہ بن جائے۔

ایک مولانا صاحب جنہوں نے تیرہ سال جہاد میں لگائے اور علم دین پڑھنے پڑھانے میں چودہ سال لگائے مگر رہے بے وضوء کے بے وضوء۔ جب میری ان سے ملاقات ہوئی تو میں نے ٹخنے ڈھانکنے کے منکر کی طرف ان کی توجہ دلائی بحمد اللہ انہوں نے فوراً اپنی اصلاح کی اور دوسروں تک بھی یہ مسئلہ پہنچانا شروع کر دیا۔

ایک سفر میں ایک بہت مشہور اور معمر مولانا صاحب کے ہاں ہم مہمان ٹھہرے میں نے ان میں دو خامیاں دیکھیں ایک یہ کہ وہ سیاہ خضاب لگائے ہوئے تھے دوسری بات یہ کہ ٹخنے ڈھانکے ہوئے تھے، میرے ذمہ تو کئی حق ہو گئے:

❶ ایک یہ کہ مسلمان بھائی ہے اس کا حق ہے کہ اسے جہنّم سے نکالنے کی کوشش کی جائے۔

❷ اپنے علاقے کے مشہور عالم دین ہیں اس لئے بھی انہیں جہنّم سے بچانے کی کوشش کی جائے۔

❸ عالم کی کوتاہی عوام کی گمراہی کا سبب ہے۔ اس لئے یہ عالم کے علاوہ عوام کا بھی حق ہے کہ سب کو جہنّم سے بچایا جائے۔

❹ چوتھی بات یہ کہ بہت بوڑھے ہیں شاید ابھی گئے ابھی گئے جب جائیں تو جنت میں جائیں جہنّم سے اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں۔

❺ پانچواں حق یہ کہ وہ ہمارے میزبان تھے، بہت محبت سے کھلاتے پلاتے رہے بہت خاطر تواضع کی بڑی محبت سے پیش آئے اس لئے ہمیں بھی تو ان سے محبت کا معاملہ کرنا چاہئے۔

میں ان سے بات کرنے کے لئے خلوت کا منتظر رہا لیکن موقع نہ مل سکا بالآخر رخصت ہوتے وقت جب کہ ہمارا پورا قافلہ موجود تھا اور وداع کرنے والے بھی بہت

۔۔۔ بول تھے تو میں نے ان سے کہا کہ آپ سے کچھ خاص بات کرنی ہے یہ کہہ کر میں انہیں مجمع سے الگ لے گیا اور انہیں بتایا کہ بالوں کو سیاہ رنگ کرنے پر کیسی سخت وعید ہے کہ وہ شخص جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا اسے جنت سے اتنی دور رکھا جائے گا۔ اور ٹخنے ڈھانکنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنادیا کہ جو مرد بھی ٹخنے ڈھانکے گا وہ سیدھا جہنّم میں۔ جب میں نے انہیں نصیحت کی تو انہوں نے دونوں گناہوں کو چھوڑنے کا وعدہ فرمایا۔ اس کام میں نہ میری کوئی محنت ہوئی نہ وقت صرف ہوا ایسے ہی ذرا سا ایک طرف کو ہو کر ان سے بات کی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں کبیرہ گناہوں سے توبہ کی توفیق عطاء فرمادی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دین کی باتیں دوسروں تک پہنچانے اور دوسروں کو جہنّم سے بچانے کا کتنا خیال رہتا تھا اس بارے میں ایک قصہ سن لیں۔ بدبخت یہودی غلام نے جب آپ پر حملہ کیا تو پیٹ میں خنجر گھونپا، اس وقت میں علم العلاج میں جتنی ترقی تھی اس کے مطابق اگر پیٹ میں زخم ہے تو دودھ پلا کر دیکھتے تھے اگر دودھ زخم سے باہر نکل آتا تو سو فیصد یقین کر لیتے تھے کہ اب بچنے کی کوئی امید نہیں، آپ کو دودھ پلایا گیا تو دودھ پیٹ کے زخم سے باہر آگیا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حال میں تھے بچنے کی کوئی توقع نہ تھی، ایسے وقت میں ایک شخص عیادت کے لئے آیا جب وہ واپس جانے لگا تو دیکھا کہ اس کا تہبند ٹخنوں سے نیچے ہے زمین سے چھو رہا ہے، آپ نے اسے واپس بلوا کر محبت کے انداز سے یوں تنبیہ فرمائی:

﴿یا ابن اخی ارفع ثوبک فانہ انقی لثوبک واتقی لربک﴾

(اسد الغابۃ)

”میرے بھتیجے! اپنا کپڑا اوپر اٹھاؤ اس لئے کہ یہ تیرے کپڑے کی صفائی اور تیرے رب کے عذاب سے بچنے کا ذریعہ ہے۔“

آپ نے اس کبیرہ گناہ سے بچانے کو اتنی اہمیت دی کہ ایسی نازک حالت میں بھی

اس پر تنبیہ فرمائی۔ اس سے ثابت ہوا کہ دل میں اتنا درد ہو اتنا درد ہو کہ دوسروں کو جہنّم سے بچانے کی کوشش کے لئے بیتاب رہے، جس کے دل میں ایسا درد نہیں ہوتا دوسروں کو بچانے کی فکر نہیں ہوتی وہ خود بھی جہنّم سے نہیں بچ سکتا جہنّم سے بچنے کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ دوسروں کو جہنّم سے بچانے کی کوشش میں لگا رہے۔ بظاہر خود کتنا بڑا ولی اللہ بن جائے مگر دوسروں کو بچانے کی فکر نہیں کرتا تو یہ ولی اللہ نہیں ولی الشیطان ہے یہ بھی دوسروں کے ساتھ جہنّم میں جائے گا۔

④ تصویر کی لعنت:

جہاں تصویر ہوتی ہے وہاں رحمت کا فرشتہ نہیں جاتا وہاں اللہ کی لعنت برستی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر سازوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے زیادہ سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا یہ کس کا ارشاد ہے؟ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جن پر ایمان کا دعوی کرتے ہیں۔

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے پر تشریف لے گئے مگر اندر جانے کی بجائے دروازے پر ہی رک گئے اور چہرہ انور پر غصہ کے آثار ظاہر ہونے لگے، ناراضی کی وجہ سے چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہوگیا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ منظر دیکھا تو ڈرتے ڈرتے عرض کیا:

﴿ماذا اذنبت یا رسول اللّٰہ؟﴾

یا رسول اللہ! مجھ سے کیا گناہ ہوگیا کہ آپ اندر تشریف نہیں لا رہے اور چہرہ مبارک متغیر نظر آرہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حجرے کے اندر سامنے طاق پر جو پردہ لٹک رہا ہے اس میں جاندار کی تصویر ہے جب تک اسے ہٹا نہیں دیا جاتا میں اندر نہیں آؤں گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تعمیل ارشاد میں فوراً ہی تصویر کاٹ دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے۔ جہاں رحمۃ

للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لے جاتے وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت کہاں سے آئے گی؟

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت جبریل علیہ السلام نے کسی معین وقت پر آنے کا وعدہ کیا، وقت مقرر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منتظر رہے مگر جبریل علیہ السلام نہ آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بہت تشویش ہوئی کہ کیا ہو گیا کیوں نہیں آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم دولت کدہ سے باہر تشریف لائے تو حضرت جبریل علیہ السلام ملے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت مقرر پر نہ آنے کی وجہ دریافت فرمائی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ جہاں کتا یا تصویر ہو وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے اور اس وقت آپ کے حجرہ مبارکہ میں چارپائی کے نیچے کتا بیٹھا تھا اور کمرے میں پردے پر جاندار کی تصویر تھی اس لئے وعدے کے باوجود میں نہیں آیا۔ ذرا سوچئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف فرما ہیں فرشتے نے آنے کا وعدہ بھی کر رکھا ہے مگر تصویر اور کتے کی وجہ سے نہیں آ رہا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارکہ میں آپ کی غیر شعوری میں کسی طرح داخل ہو گئے اور جبریل علیہ السلام کی اس اطلاع کے بعد فوراً نکال دیئے گئے تو جس مکان میں خود شوق و اہتمام سے تصویریں آویزاں کی جائیں اور کتے پالے جائیں وہاں رحمت کے فرشتے کا کیونکر گزر ہو گا؟

میں نے اس وقت جو حدیثیں بتائیں ہیں یہ سب صحیح بخاری کی ہیں اور ان کے علاوہ بھی اس مضمون کی کئی حدیثیں ہیں۔

میرا یہ معمول ہے کہ اول تو میں کہیں جاتا نہیں اور اگر کہیں جانا ہو جائے تو مکان میں داخل ہونے سے پہلے دیکھ لیا کرتا ہوں کہ یہاں لعنت تو نہیں برس رہی جہاں تصویر ہو وہاں اللہ کی لعنت برستی ہے نا تو پہلے دیکھ لیا کرتا ہوں اگر لعنت برس رہی ہو تو میں ایسی جگہ نہیں جاتا کیونکہ اگر وہیں مر گیا تو پھر لعنت کا فرشتہ جان نکالے گا اور لے جائے گا

سیدھا جہنّم میں، میں اتنا بہادر نہیں ہوں یہ بہادری انہی کو مبارک ہو جو ایسی حرکتیں کرتے ہیں، میں جہنّم سے ڈرتا ہوں، اللہ کے عذاب سے ڈرتا ہوں، اللہ کے سامنے بہادر نہیں ہوں، بہت ڈرتا ہوں، بہت کمزور ہوں بہت کمزور اور جو لوگ تصویر کھینچتے کھنچواتے ہیں وہ جہنّم پر بڑے بہادر ہیں لنگوٹا کس کر جہنّم میں کودنے کے لئے تیار ہیں، میں ایسا بہادر نہیں میں تو بہت ڈرتا ہوں۔ ایک بار ایسا ہوا کہ کسی کے ہاں گیا تو یہ خیال نہیں رہا ان کے ہاں بیٹھتے ہی ایک جانب تصویریں لٹکی ہوئی نظر آگئیں دوسری جانب بیت اللہ کا نقشہ لٹکا ہوا ہے میں نے صاحب مکان سے کہا کہ آپ کشتی دیکھنے کے شوقین معلوم ہوتے ہیں، وہ بولے مجھے تو ایسا کوئی شوق نہیں، میں نے کہا نہیں نہیں آپ تو بڑے شوقین معلوم ہوتے ہیں، جب میں نے کئی بار یہ بات دہرائی اور وہ بھی جواب میں انکار ہی کرتے رہے تو میں نے کہا دیکھئے ایک طرف تو آپ نے لعنت اور عذاب کے فرشتوں کو دعوت دے رکھی ہے مگر دوسری جانب رحمت کے فرشتے بھی بلا رکھے ہیں معلوم ہوتا ہے فرشتوں کو لڑا کر کشتی دیکھنے کا بڑا شوق رکھتے ہیں، میری بات سن کر انہوں نے تصویریں ہٹا دیں۔ یہ بات تو میں نے انہیں سمجھانے کے انداز میں کہہ دی ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جہاں رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تشریف فرما ہوں اور جبریل علیہ السلام وعدے کے باوجود تشریف نہیں لاتے تو ایسی جگہ رحمت کے فرشتے کیسے آجائیں گے؟ خواہ بیت اللہ کے ہزاروں نقشے لٹکالیں اس سے کچھ نہیں ہوتا حقیقت یہ ہے کہ جس جگہ جاندار کی کوئی ایک تصویر بھی ہوگی وہاں رحمت کا کوئی فرشتہ نہیں آئے گا، یہ کشتی لڑانے والی بات تو یوں ہی مزاح میں کہہ دی۔

حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کا قصہ ہے کہ کوئی خادم آپ کو اٹھائے لئے جا رہا تھا اس سے اندازہ کر لیجئے کتنی عمر ہوگی، بالکل کمسن بچے ہی تھے لیکن گھر کے دینی ماحول اور بڑوں کی تربیت کا اثر دیکھئے، سامنے ایک شخص آگیا جو ہاتھ میں کتا پکڑے جا رہا تھا اسے دیکھ کر فرمایا یہ کتا کیوں پالا ہے؟ وہ بولا اس میں کون سے گناہ ہے؟ حضرت

شاہ صاحب نے حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جہاں کتا ہو وہاں فرشتہ نہیں آتا۔ وہ شیطان کا بندہ کیا جواب دیتا ہے، شیطان بڑا استاذ ہے مگر جب اس کا سامنا ہوتا ہے عباد الرحمٰن سے تو پھر اس کی تدبیر کیا ہوتی ہے؟ فرمایا:

﴿ان کید الشیطن کان ضعیفا﴾ (۴-۲۶)

ارے اللہ کا بندہ کوئی پہنچا تو شیطان پادتا ہوا بھاگتا ہے، اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا، وہ جس نے کتا پالا ہوا تھا شیطان کا چیلا تھا تو شیطان نے دیکھئے اس کے دل میں کیا بات ڈالی وہ کہتا ہے کہ یہ کتا اسی لئے تو پالا ہے کہ نہ فرشتہ آئے گا نہ میں مروں گا۔ معصوم بچے کا جواب سنئے! فرمایا ایک دن اس کتے کو بھی تو مرنا ہے بس جو فرشتہ اس کتے کی جان نکالے گا وہی تیری روح بھی قبض کرے گا، مطلب یہ کہ تو کتے کی موت مرے گا۔

⑤ گانا باجا:

مسلمانوں میں یہ کبیرہ گناہ بھی بہت عام ہو چکا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راگ باجوں کا مٹانا اپنی بعثت کا مقصد بتایا ہے اور قرآن وحدیث میں گانے باجے سے متعلق بہت سخت وعیدیں ہیں، قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللّٰہ بغیر علم و یتخذھا ھزوا اولئک لھم عذاب مھین ۞﴾ (۳۱-۶)

”اور بعض آدمی ایسا ہے جو ان باتوں کا خریدار بنتا ہے جو غافل کرنے والی ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے اور اس کی ہنسی اڑا دے، ایسے لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔“

امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین بار قسم اٹھا کر فرمایا کہ لھو الحدیث سے مراد گانا بجانا ہے۔ حضرت ابن عباس و جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت عکرمہ، سعید بن جبیر، مجاہد، مکحول، عمرو بن شعیب اور علی بن بذیمہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی اس آیت کی یہی تفسیر منقول ہے اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ آیت گانے اور راگ باجوں سے متعلق اتری ہے۔"

حضرات مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی اور بھی کئی آیات سے گانے باجے کی حرمت ثابت کی ہے۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وعیدیں سنئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی احادیث میں گانے بجانے پر کئی قسم کے سخت عذابوں کی بہت سخت وعیدیں سنائی ہیں، قرآن مجید کی آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی تفصیل تو میرے رسالہ "گانے بجانے کی حرمت" میں ہے اس وقت صرف چند حدیثیں بتاتا ہوں:

1. میری امت میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور راگ باجوں کو حلال قرار دیں گے (صحیح بخاری)
2. میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے مگر اس کا نام بدل کر، ان کی مجلسیں راگ باجوں اور گانے والی عورتوں سے گرم ہوں گی، اللہ انہیں زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے بعض کو بندر اور خنزیر بنا دے گا۔
3. اس امت پر یہ آفتیں آئیں گی زمین میں دھنسنا، شکلوں کا مسخ ہونا اور پتھروں کی بارش۔ ایک صحابی نے دریافت کیا یا رسول اللہ! یہ کب ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب گانے والی عورتوں اور راگ باجوں کا دور دورہ ہوگا اور سر عام شراب نوشی ہوگی (جامع ترمذی)
4. مجھے اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کے لئے ہدایت و رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے اور

باجے، شرکیہ تعویذ گنڈے، صلیب اور زمانۂ جاہلیت کے غلط کاموں کو مٹانے کا حکم فرمایا ہے (مسند ابوداؤد الطیالسی)

۵ آخر زمانے میں اس امت کے کچھ لوگ بندروں اور خنزیروں کی صورت میں مسخ کیے جائیں گے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا وہ اس بات کی گواہی نہ دیں گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر وہ روزے رکھیں گے، حج کریں گے اور نماز پڑھیں گے، عرض کیا گیا پھر کس سبب سے یہ عذاب ہوگا؟ فرمایا: راگ باجوں اور گانے والی لونڈیوں کا شغل اختیار کرنے کے سبب (مسند ابن ابی الدنیا)

۶ نافع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو راہ چلتے ایک گڈریے کی بانسری کی آواز سنائی دی تو کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور راستے سے ایک طرف ہٹ کر چلنے لگے اور مجھ سے بار بار پوچھتے: ''کیا بانسری کی آواز تمہیں سنائی دے رہی ہے؟'' میں جواب دیتا جی ہاں، آپ اسی طرح کانوں میں انگلیاں دیئے چلتے رہے، حتی کہ میں نے کہا: ''اب آواز نہیں آرہی۔'' تو انگلیاں کانوں سے ہٹائیں اور راستہ چلنے لگے پھر فرمایا: ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی بعینہٖ یہی واقعہ پیش آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کانوں میں انگلیاں دے لیں اور یہی عمل فرمایا (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

سوچنے کا مقام ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شیطانی آواز کو لمحہ بھر سننا گوارا نہ فرمایا آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی اس پر اس درجے فریفتہ ہیں کہ انہیں لمحہ بھر بھی اس کی جدائی گوارا نہیں اور چوبیس گھنٹے ان کی محفلوں کی گرم بازاری اسی لعنت پر موقوف ہے اور اس کی وباء اتنی کثرت سے ہے کہ کوئی صالح شخص کسی کوچہ و بازار سے کانوں میں انگلیاں دیئے بغیر گزر نہیں سکتا۔

⑦ الغناء رقية الزنا (الکشف الالٰہی) ''گانا زنا کا منتر ہے۔''

⑥ ٹی وی کی لعنت:

ٹی وی کی لعنت جو گھر گھر عام ہو چکی ہے یہ کئی لعنتوں کا مجموعہ ہے، مسلمانوں کو دینی لحاظ سے مفلس بنانے میں اس کا بہت اہم کردار ہے۔

ٹی وی کے مفاسد:

① تصویر:

اس پر لعنت سخت ترین عذاب اور دوسری سخت وعیدوں کی تفصیل پہلے بتا چکا ہوں۔

② تصویر کو دیکھنے کا عذاب:

تصویر کو دیکھنا بھی حرام اور باعث عذاب ہے جیسا کہ پہلے بتا چکا ہوں۔

③ بے پردگی:

شریعت میں پردے کی تاکید، بے پردگی کے فسادات اور اس پر عذاب کی وعیدیں پہلے بتا چکا ہوں، ٹی وی پر بے پردگی کی صورتیں:

❶ غیر محرم عورتوں کو دیکھنا۔

❷ غیر محرم عورتوں کی آواز سننا۔

❸ عورتوں کا غیر محرم مردوں کو دیکھنا۔

❹ بلا ضرورت غیر محرم مردوں کی آواز سننا۔

❺ پہلوان، تیراک اور کھلاڑی عموماً نیم برہنہ ہوتے ہیں انہیں دیکھنا۔

ٹی وی پر بے پردگی ایک لحاظ سے بلاواسطہ بے پردگی سے بھی زیادہ خطرناک ہے، بقول شاعر ؎

تری تصویر میں اک چیز تجھ سے بھی نرالی ہے
کہ جتنا چاہو چپکالو نہ جھڑکی ہے نہ گالی ہے

④ گانے باجے:

ساز باجے اور گانے بھی ٹی وی کا لازمہ ہیں، ان کے بارے میں بھی تفصیل بتا چکا ہوں کہ گانے باجے پر قرآن وحدیث میں کتنی سخت وعیدیں ہیں۔

⑤ حیاء وغیرت کا جنازہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿الحیاء شعبة من الایمان﴾ (بخاری ومسلم)

"شرم وحیاء ایمان کی شاخ ہے۔"

اور فرمایا:

﴿اذالم تستحی فاصنع ماشئت﴾ (بخاری ومسلم)

"جب تو بے حیاء ہو گیا تو جو چاہے کر۔"

مقولہ مشہور ہے ع

بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن

ٹی وی، وی سی آر اور سینماؤں نے دنیا کو بے حیائی کا گہوارہ بنا دیا ہے، ہر سو بے پردگی عریانی اور فواحش ومنکرات کی یلغار ہے۔ ٹی وی کی ایجاد سے پہلے ہر منکر کا دائرہ فساد اس کے وجود تک محدود تھا، اس طرح ہر شخص کے لئے ہر آن ہر گناہ میں شرکت

ممکن نہ تھی مگرٹی وی کی ایجاد نے اس ناممکن کو ممکن بنادیا، دنیا بھر کی بے حیائی سمٹ کر بیک وقت ٹی وی میں سماگئی۔

⑥ دل کی سیاہی:

گناہوں کی نحوست سے انسان کے دل پر سیاہی چھاجاتی ہے، ٹی وی کا یہ نتیجہ بد بھی عام طور پر مشاہد ہے کہ کسی بھی ٹی وی بین سے اس موضوع پر گفتگو کر کے دیکھ لیجئے وہ ٹی وی کے فوائد گنوانا شروع کردے گا، ایک قطعی حرام کو جائز قرار دینے کا یہ رجحان دینی لحاظ سے جتنا خطرناک ہے وہ محتاج بیان نہیں۔

⑦ شیطانی فریب:

جو لوگ ٹی وی کی لعنت کو جائز نہیں سمجھتے مگر دیکھنے سے باز بھی نہیں آتے وہ اس شیطانی فریب میں تو یقیناً مبتلا ہیں کہ نجات کے لئے ترک منکرات کی ضرورت نہیں بلکہ صدقہ وخیرات (خواہ مال حرام ہی سے ہو) اور اذکار و اوراد و نوافل کا اہتمام نجات کے لئے کافی ہے، حالانکہ مسلمان کے دین کے لئے گناہ سم قاتل ہیں۔ بعض گناہوں کا زہر تو اتنا متعدی ہوتا ہے کہ وہ انسان کی نیکیوں کو بھی غارت کردیتا ہے اس لئے قرآن و حدیث میں جس قدر زور گناہوں سے اجتناب پر دیا گیا ہے اتنا زور کسی نفل عبادت پر نہیں دیا گیا۔ گناہ چھوڑنے کی بجائے صرف اذکار و نوافل کو مدار نجات سمجھنا تو ایسا ہی ہے جیسے کسی بوسیدہ عمارت کو مستحکم کرنے کی بجائے اس پر رنگ وروغن کردیا جائے۔

⑧ قیمتی وقت کا ضیاع:

اس فانی زندگی کا ایک ایک لمحہ انسان کے لئے قیمتی سرمایہ ہے، وقت کو بے کار کاموں میں ضائع کرنے کی بجائے ہر لمحہ کو آخرت بنانے میں صرف کرنا چاہئے، رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

﴿من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه﴾ (مالک، احمد، ترمذی)

"مسلمان کے دین کی خوبی یہ ہے کہ بے فائدہ کام چھوڑ دے۔"

اور فرمایا:

﴿علامة اعراضه تعالی عن العبد اشتغاله بمالا یعنیه﴾

(مکتوبات امام ربانی)

"انسان کا کسی بے فائدہ کام میں مشغول ہونا اس کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہیں۔"

اور فرمایا:

﴿لیس یتحسر اهل الجنة الا علی ساعة مرت بهم ولم یذکروا الله تعالی فیها﴾ (طبرانی کبیر، ابن السنی)

"اہل جنت کو کسی چیز پر حسرت نہ ہوگی سوائے اس گھڑی کے جو ذکر اللہ سے غفلت میں گزری۔"

مسلمان کہلانے والے ذرا سوچیں کہ وہ کل کے لئے کیسی حسرت کا سامان کر رہے ہیں۔

⑨ صحت جسمانیہ کا دیوالا:

جسمانی صحت اور اعضاء کی سلامتی ہزار نعمتوں کی ایک نعمت ہے مگر اکثر لوگ اس نعمت بے بہا کی قدر و قیمت سے بے خبر ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿نعمتان مغبون فیهما کثیر من الناس الصحة والفراغ﴾

(بخاری)

"تندرستی اور فراغت دو ایسی نعمتیں ہیں جن میں اکثر لوگ نقصان میں ہیں۔"

ٹی وی کی وجہ سے انسانی صحت پر بہت برا اثر پڑتا ہے جرمنی کا مشہور ڈاکٹر والٹر بوہلر لکھتا ہے:

"بعض چھوٹے چھوٹے جانور چوہا چڑیا وغیرہ اگر ٹی وی کے سامنے رکھ دیئے جائیں تو اس کی اسکرین کی شعاعوں کی تیزی سے کچھ دیر بعد ہی مر جائیں گے۔"

ماہرین فن کا فیصلہ ہے کہ ایک کمرے میں ٹی وی چل رہا ہو تو ساتھ والے کمرے میں بیٹھنے والے لوگوں کی صحت بھی اس سے متاثر ہوتی ہے۔

⑩ مال کی تبذیر:

ٹی وی کی خرید اور اس پر بجلی وغیرہ کے مصارف میں مال خرچ کرنا تبذیر ہے۔ ناجائز اور حرام کام پر مال خرچ کرنے کو شرعاً "تبذیر" کہا جاتا ہے جو بہت بڑا گناہ ہے، یہ اتنا بڑا جرم عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایسے نافرمانوں کو "شیاطین کے بھائی" قرار دیا ہے:

﴿ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین وکان الشیطن لربه کفورا۝﴾ (۱۷-۲۷)

⑪ والدین کی اولاد سے دشمنی:

جن بچوں کو ٹی وی کی لت پڑ جاتی ہے پھر ان کا دل نہ تو پڑھنے لکھنے میں لگتا ہے نہ ہی کسی اور کام میں، وہ کسی کام کے بھی نہیں رہتے نہ دین کے نہ دنیا کے:

﴿خسر الدنیا و الاخرۃ ذلک ھو الخسران المبین۝﴾ (۲۲-۱۱)

"دنیا و آخرت دونوں تباہ، یہی بہت کھلی تباہی ہے۔"

اس کے علاوہ ٹی وی پر عشق و محبت کی فحش داستانیں اور عریاں مناظر دکھائے جاتے ہیں جن کی وجہ سے نوخیز لڑکوں اور لڑکیوں میں بے راہ روی کی داستانیں عام ہوتی جارہی ہیں۔ یہ اپنی اولاد کے ساتھ کھلی دشمنی نہیں تو اور کیا ہے؟

⑫ جرائم کو ہوا دینا:

ٹی وی صرف تفریح و تماشا یا طرب و عیش کا ہی ایک آلہ نہیں بلکہ دنیا میں رونما ہونے والے بڑے بڑے جرائم کی تربیت گاہ بھی ہے، اخباروں میں اس قسم کی خبریں بارہا شائع ہوچکی ہیں کہ بڑی بڑی وارداتوں میں پکڑے جانے والے نوجوانوں نے سزایاب ہونے کے بعد ازخود اعتراف کیا:

"ڈکیتی کا یہ پروگرام ہم نے فلاں ٹی وی ڈرامہ دیکھ کر ترتیب دیا تھا۔"

⑬ شعائر دینیہ کی بے حرمتی:

ٹی وی میں ضمنی طور کچھ دینی پروگرام مثلاً حج کے مناظر، اذان، تلاوت اور نعتیہ کلام وغیرہ پیش کئے جاتے ہیں، یہ دین کی کوئی خدمت نہیں بلکہ دینی احکام کے ساتھ بھونڈا مذاق ہے، قرآن مجید نے اسے کفار کا عمل بتا کر مسلمانوں کو ان سے بیزار رہنے کی تاکید فرمائی ہے:

﴿یایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزوا و لعبا من الذین اوتوا الکتب من قبلکم و الکفار اولیاء و اتقوا اللہ ان کنتم مؤمنین۝﴾ (۵-۵۷)

"اے ایمان والو! جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے جو ایسے ہیں کہ انہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے ان کو اور دوسرے کفار کو دوست مت بناؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر تم ایمان دار ہو۔"

اس میں دین کی بے وقعتی تو ہے ہی مزید ایک بڑا مفسدہ یہ ہے کہ عوام ٹی وی جیسی بے حیائی کو جائز مباح بلکہ اشاعت دین کا ایک ذریعہ سمجھنے لگے ہیں۔

⑭ آلۂ معصیت کا استعمال:

لہو ولعب اور معصیت کے آلات کو جائز مقاصد کے لئے استعمال کرنا بھی حرام ہے اس لئے کہ اس میں فساق وفجار اور اللہ تعالیٰ کے باغیوں کے ساتھ مشابہت ہے، علاوہ ازیں ان حرام آلات کی صنعت وتجارت اور تشہیر واشاعت کا ذریعہ ہے۔

⑮ ان فسادات کی تشہیر وترویج:

ٹی وی، وی سی آر کے ذریعہ دنیا بھر میں جتنی بے حیائی پھیل رہی ہے اس میں ان کے تمام پرستار (تاجر، خریدار، مشتہر، بنانے اور مرمت کرنے والے، دیکھنے دکھانے والے) سب برابر کے شریک وحصہ دار ہیں، کسی نیکی یا برائی میں حصہ دار بننے کے لئے اس تک چل کر جانا اور بنفس نفیس شریک ہونا ضروری نہیں بلکہ گھر بیٹھے اسے سراہنا، دل سے راضی رہنا یا کسی بھی طریقے سے اس کی حوصلہ افزائی کرنا اس میں شرکت کے مترادف ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب زمین میں کہیں گناہ ہوتا ہے تو جو شخص موقع پر موجود ہونے کے باوجود اسے دل سے ناپسند کرے تو وہ (حکماً) اس شخص کی مانند ہے جو اس سے غائب ہے اور جو شخص وہاں سے غائب ہونے کے باوجود اس پر دل

سے راضی ہو وہ (حکماً) اس شخص کی مانند ہے جو موقع پر موجود (اور شریک گناہ) ہے۔" (سنن ابی داؤد)

ٹی وی نے گھر گھر سینما ہال کھول دیئے، کچھ عرصہ پیشتر جس گناہ کے ارتکاب کے لئے لوگ اوٹ تلاش کرتے تھے آج ٹی وی کی بدولت وہ گناہ نہ صرف جائز قرار پایا بلکہ فیشن بن چکا ہے، گناہوں کی اس بہتات نے معاشرے کو جہنم کدہ بنا دیا ہے اس تمام فساد کے ذمہ دار وہ لوگ ہیں جو اس "سرچشمۂ فساد" کی تشہیر و ترویج میں کسی بھی درجے میں معاونت کرتے ہیں، یہ لوگ فقط اپنی ذات کے ہی نہیں بلکہ پورے معاشرے کے بدخواہ اور دشمن ہیں اور اس قرآنی وعید میں داخل ہیں:

﴿ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین اٰمنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا و الاٰخرة و اللّٰہ یعلم و انتم لا تعلمون ۝﴾

(۲۴-۱۹)

"جو لوگ چاہتے ہیں کہ بے حیائی کی بات کا مسلمانوں میں چرچا ہو ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ٹی وی کی اسکرین پر براہ راست پیش ہونے والے مناظر تصویر نہیں بلکہ عکس ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ٹی وی کا اصل حکم اس پر موقوف نہیں، یہ مناظر تصویر ہوں تو بھی حرام ہیں اور عکس ہوں تو بھی قطعی حرام۔ اگر بقول ان کے یہ عکس ہے تو بے پردہ فاحشہ عورتوں کے عکس دیکھنا کس نے جائز قرار دیا؟ عورتوں کے لئے نیم برہنہ مردوں کے عکس دیکھنے کی کس نے اجازت دی؟ اگر اسے عکس تسلیم کر کے تصویر کے حکم سے خارج کر دیا جائے تو خارجی مفاسد کی بناء پر جائز کام بھی ناجائز ہو جاتا ہے اور ٹی وی تو ہے ہی مجسمۂ فساد، اس کے تمام مفاسد سے آنکھیں بند کر کے کیسے جائز قرار دیا جائے؟

کچھ مغرب زدہ معذب لوگ علماء کرام پر طعن کرتے ہیں کہ یہ حضرات قدامت پسند اور تنگ نظر ہیں، انہیں معلوم نہیں کہ آج ٹی وی متمدن زندگی کا ایک لازمی جزء بن چکا ہے، علم و ادب، فلسفہ و سائنس بلکہ دین کی تبلیغ و اشاعت کا ایک بہترین ذریعہ ہے، مگر علماء چاہتے ہیں کہ ٹی وی سے نیکی کا یہ عنصر ختم کر کے اسے بالکل آزاد و بے مہار چھوڑ دیا جائے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ علم و ادب یا دین کی اشاعت سے علماء کرام منع نہیں فرماتے ان کی تو اپنی زندگیاں اشاعت دین کے لئے وقف ہیں مگر دین میں تحصیل علم اور تبلیغ کے کچھ آداب و اصول ہیں، ٹی وی تحصیل علم یا تبلیغ دین کا ذریعہ نہیں بلکہ مغنیہ عورتوں، گویوں، میراثیوں اور ڈھولکیوں کا گہوارہ ہے، گندگی کے اس جوہڑ میں بیٹھ کر تبلیغ دین کرنا دینی خدمت نہیں بلکہ دین کے ساتھ بدترین مذاق ہے۔ کسی معترض میں انصاف و دیانت کی رمق ہو تو وہی بتائے کہ ٹی وی یوں تو دن رات فلمی اداکاروں اور نیم عریاں کھلاڑیوں کے لئے وقف ہے ان کے جھرمٹ میں ذرا سی دیر کو کسی سرکاری مولوی یا درباری شاعر و نعت خواں کو باریابی کا موقع دے دینا ٹی وی کی تطہیر ہے یا بیت الخلاء کو عبادت گاہ بنانے کی حماقت؟

کوئی ٹی وی کا دلدادہ بتا سکتا ہے کہ ٹی وی کے دینی پروگرام جو سالہا سال سے چل رہے ہیں انہیں دیکھ کر آج تک کتنے کافر مشرف باسلام ہوئے؟ کتنے مسلمانوں کی اصلاح ہوئی اور خود آپ پر اس کا کتنا اثر ہوا؟

افسوس! دنیا کے ہر فن ہر ہنر کو سیکھنے کے لئے لوگ ماہرین فن کے پاس چل کر جاتے ہیں، ان کی بھاری اجرت اداء کرتے ہیں اور ہر طرح سے ناز برداری کرتے ہیں مگر دین ہی ان کی نظر میں ایک کار لایعنی ہے جسے گھر بیٹھے تماشا دیکھتے ہوئے حاصل کرنا چاہتے ہیں، اس سے بڑھ کر دین کی بے وقعتی کیا ہو گی؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم صرف کار آمد پروگرام دیکھتے ہیں فحش اور دوسرے

ناجائز پروگرام نہیں دیکھتے۔ان کی یہ منطق تلبیس ابلیس اور فریب نفس و شیطان ہے، ٹی وی کے جو مفاسد ات میں نے بتائے ہیں ان کے پیش نظر اس آلۂ شیطان کو کسی حال میں اور کسی نیت سے بھی دیکھنا جائز نہیں۔

درس عبرت:

ٹی وی۔کے جو فسادات میں نے بتائے ہیں انہیں سننے کے بعد کوئی بھی ذی شعور مسلمان اس لعنت کے قریب بھی نہیں جائے گا لیکن چونکہ میری عادت ہے کہ پمپ لگاتا ہوں پمپ تاکہ بات دلوں میں اتر جائے اللہ کے بندے اللہ کے عذاب سے بچ جائیں دنیا و آخرت کی جہنّم سے بچ جائیں اس لئے اب کچھ قصے بھی سن لیجئے تاکہ اس شیطانی کارخانے کی کارگزاری کا بخوبی اندازہ ہو جائے۔

❶ جب میں نے چشمہ بنوایا تو نظر کا معاینہ کروانے کے لئے آنکھوں کے اسپیشلسٹ ڈاکٹر کے پاس گیا، علماء کو اپنی صحت کا بالخصوص آنکھوں کا خاص خیال رکھنا چاہئے، عالم اور مفتی کی نظر تو بہت قیمتی ہے، اس میں ذرا سی غفلت بھی بہت نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ میں ڈاکٹر کے پاس گیا اسی دوران ڈاکٹر نے ایک آٹھ نو سال کی لڑکی کا معاینہ کرکے بتایا کہ یہ ٹی وی دیکھ دیکھ کر اندھی ہو رہی ہے اگر اب بھی ٹی وی دیکھنا بند نہ کیا تو مکمل طور پر اندھی ہو جائے گی۔

❷ حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک خلیفہ نے مجھے خود بتایا کہ ان کے خاندان میں ایک لڑکی کی دماغ کی رگ پھٹ گئی، کراچی میں امراض دماغ کے ماہر ڈاکٹر جمعہ خان نے معاینہ کرکے بتایا کہ دماغ کی رگ ٹی وی دیکھنے سے پھٹی ہے۔

❸ جنوبی ایشیا کی "مجلس علماء" کی جانب سے شائع شدہ کتاب "اسلام اینڈ ٹیلیویژن" میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ ٹی وی میں پیش کیا گیا "عورت کی آبروریزی کا منظر" حقیقت بن کر سامنے آگیا جب ایک بدمعاش ہوبہو اسی طرح چھری چاقو لے کر ایک عورت

کے گھر میں گھس گیا، اس کی آبروریزی کی اور رقم چھین کر بھاگ گیا، تفتیش کے لئے اس کے گھر پولیس آئی تو پولیس افسر بے ساختہ بول اٹھا کہ ملزم نے یقیناً وہ ٹی وی ڈرامہ دیکھ کر ہی یہ واردات کی ہے جس میں یہ منظر پیش کیا گیا تھا۔"

❹ ایک شخص اپنی روسیاہی کا قصہ لکھ کر بغرض استفتاء خود دارالافتاء میں آیا جس کا خلاصہ یہ ہے:

"وہ، اس کی بیوی اور بیٹی وی سی آر دیکھ رہے تھے، کچھ دیر بعد بیوی بستر پر جاکر سو گئی تو اس نے اپنی بیٹی سے منہ کالا کیا اور مکمّل طور پر کیا۔"

بیوی کو علم ہو گیا ہوگا، اس نے استفتاء پر مجبور کیا ہوگا ورنہ ٹی وی، وی سی آر کے سامنے یہ بہت معمولی بات ہے، واللہ اعلم روزانہ کتنے ایسے واقعات ہو رہے ہیں، ایسی قوم طرح طرح کے عذابوں میں نہ پسے تو اور کیا ہو؟

❺ ٹی وی، وی سی آر کے ذریعے مسلمان بچے کس طرح کافروں کے طور وطریق سیکھ رہے ہیں اس کی ایک جھلک اس قصے سے نظر آتی ہے:

"ایک شخص کی بیوی کا انتقال ہو گیا جب میت کو تیار کر کے رکھا گیا تو اس شخص کا چھوٹا سا بچہ پوچھتا ہے کہ ابو اب امی کو کب جلائیں گے؟ اس شخص نے بتایا کہ بچے کی یہ بات سن کر میں لرز گیا اور اسی وقت ٹی وی توڑ دیا۔"

❻ ایک شخص نے دارالافتاء سے خود اپنے بارے میں یوں استفتاء کیا:

"میں اپنی ماں کے ساتھ ایک فحش پروگرام دیکھ رہا تھا، شہوت کی آگ بھڑک اٹھی آلۂ تناسل میں انتشار پیدا ہوا اور جوش شہوت میں بے اختیار ماں کو پکڑ لیا۔"

ایسے شرمناک اور حیاء سوز واقعات دل پر پتھر رکھ کر بتا رہا ہوں کہ شاید ان لوگوں کو عبرت حاصل ہو جو تفریح کے نام سے اس بے حیائی کو فروغ دینے میں مصروف

ہیں:

﴿فاعتبروا یا اولی الابصار﴾ (۵۹۔ ۲)

ٹی وی کے احکام:

❶ ٹی وی اپنی موجودہ صورت میں ڈھول سارنگی اور بینڈ باجوں کی طرح لہو ولعب کا ایک آلہ ہے بلکہ مفاسد کے لحاظ سے دیگر آلات معاصی سے بڑھ کر ضرر رساں و تباہ کن ہے، اس لئے اس کا بیچنا، خریدنا، اجارہ پر دینا لینا، ہبہ کرنا، ہبہ میں قبول کرنا، مرمت کرنا، پاس رکھنا، اس کی تصویر دیکھنا، دکھانا یا ایسے مکان میں بیٹھنا جس میں ٹی وی چل رہا ہو یہ تمام کام حرام ہیں۔

❷ جس مسلمان کو اس کبیرہ گناہ سے توبہ کی توفیق ہو وہ اسے توڑ پھوڑ کر ضائع کرے ہاں اگر اس میں کوئی کل پرزہ ایسا ہو جو کسی دوسرے مباح کام میں استعمال کیا جاسکتا ہو تو اسے نکالنے میں کوئی مضایقہ نہیں۔ نیز جس شخص یا کمپنی سے ٹی وی خریدا تھا قیمت خرید یا اس سے کم پر اسے واپس بھی کیا جاسکتا ہے۔

❸ کوئی شخص کسی مسلمان کا ٹی وی توڑ دے تو اس پر ضمان نہیں، مگر فتنے کا اندیشہ ہو تو توڑنا جائز نہیں۔

❹ جو لوگ ٹی وی، وی سی آر اور تصاویر کا کاروبار کرتے ہیں ان کی کمائی حرام ہے لہٰذا ان سے لین دین، ان کی دعوت کھانا، ہدیہ لینا، غرض کسی شکل میں بھی ان کے مال سے انتفاع جائز نہیں۔

❺ چونکہ ٹی وی آلہ لہو ولعب ہے اس لئے اس میں حج کے مناظر، اذان و تلاوت، حمد و نعت اور دوسرے کسی بھی قسم کے دینی پروگرام نشر کرنا ناجائز اور قطعی حرام ہے۔ اس گناہ کو نیکی تصور کرنے میں کفر کا اندیشہ ہے۔

❻ نمبر ایک کے تحت میں نے جتنی باتیں بتائیں اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک گناہ

کا ارتکاب بھی کرتا ہے تو وہ فاسق ہے لہٰذا اس کی اذان و اقامت مکروہ ہے، اسے باختیار خود امام بنانا جائز نہیں، اگر بن گیا تو فرض نماز اس کی اقتداء میں اداء کرنا درست ہے، بشرطیکہ امامت کی دوسری شرطیں اس میں پائی جاتی ہوں۔ تراویح اور وتر اس کی اقتداء میں جائز نہیں۔ اس کی شہادت مردود ہے۔

۷ ایسے مخصوص مقامات جہاں دور حاضر میں ٹی وی کا استعمال ناگزیر ہے، جیسے حفاظتی تدابیر، ایٹمی تنصیبات، سائنسی مراکز، ڈاکٹری کی مہارت کے لئے عملی تجربات، ایسے مواقع میں بوقت ضرورت بقدر ضرورت گنجائش ہے۔

۷ حرام خوری کی لعنت:

یہ لعنت بھی معاشرے میں عام ہوتی جارہی ہے، سودی لین دین بینک کے ذریعے ہو یا انشورنس کمپنی کے ذریعے، سود کھانے کھلانے کی جتنی صورتیں ہیں خواہ وہ قدیم ہوں یا جدید سب کی سب قطعی حرام اور ناجائز ہیں، جو لوگ اس گناہ میں براہ راست ملوث ہیں یا کسی بھی درجے میں اس میں داخل ہیں ان سب کے لئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان جنگ ہے اور اعلان جنگ بھی معمولی انداز سے نہیں بلکہ ایسا ناصحانہ و مشفقانہ انداز اختیار کیا کہ اگر کسی دل میں ذرا بھی ایمانی رمق اور اسلامی غیرت ہو تو وہ اس حرام خوری سے باز آجائے، چنانچہ فرمایا:

﴿یایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ وذروا مابقی من الربوا ان کنتم مؤمنین ۞ فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللّٰہ ورسولہ﴾

(۲-۲۷۸،۲۷۹)

اس آیت میں پانچ مختلف انداز اختیار فرمائے:

① محبت کا انجکشن: یایھا الذین اٰمنوا۔ یعنی اگر ایمان دار ہو، محبت کا دعوی کرتے ہو تو آگے مذکور حکم پر عمل کرنا پڑے گا۔

② تنبیہ: اتقوا اللّٰہ۔ یعنی اگر دعوائے ایمان میں کچھ نقص ہے تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو تو انشاء اللہ حکم پر عمل آسان ہو جائے گا۔

③ حکم: وذروا مابقی من الربوا۔ سود خوری سے توبہ کرلو۔

④ محبت کا انجکشن: ان کنتم مؤمنین۔ حکم کو آسان کرنے کے لئے ایک بار پھر یہ بات سوچ لو کہ تم نے ایمان کا دعوی کیا ہے۔

⑤ دھمکی: فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللّٰہ ورسولہ۔ اگر کسی طرح بھی تمہاری کھوپڑی میں بات نہیں اترتی تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان جنگ سن لو۔

اللہ تعالیٰ نے کسی بھی بڑے سے بڑے گناہ پر اعلان جنگ نہیں فرمایا جنگ تو حربی کافر سے ہوتی ہے مسلمان سے نہیں ہوتی لیکن سود خور مسلمان کے لئے وہی حکم فرمایا جو حربی کافر کے لئے ہے کہ اس گناہ سے باز آجاؤ ورنہ تمہاری گردنیں اڑائی جائیں گی اور تمہارے ناپاک وجود سے اللہ کی زمین کو پاک کر دیا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"سود کا ایک درہم چھتیس زنا سے بدتر ہے۔" (احمد، طبرانی فی الکبیر والاوسط)

اور فرمایا:

"سود میں تہتر خرابیاں ہیں ان میں چھوٹی سے چھوٹی خرابی ایسی ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے بدکاری کرے۔" (حاکم علی شرط الصحیحین)

آج کل صرف اتنا ہی نہیں کہ ہر طرف اس گناہ کی گرم بازاری ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اس لعنت کو باعث عزت وافتخار سمجھا جاتا ہے، بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہمارا ابا ہمارا بیٹا بینک منیجر ہے، یہ تو ایسے ہی ہے جیسے کئی لوگ گندگی کھانے میں مقابلہ شروع کر دیں، جو سب سے زیادہ کھا جائے وہ فخر سے گردن اٹھا کر اعلان کرے کہ میں اتنے

کلو پاخانہ کھا گیا ہوں میں نے اس مقابلے میں سب کو مات دے دی، مثال تو بھونڈی سی ہے مگر ہے سود خوروں کے بالکل حسب حال، پاخانہ بھی نجس ہے مگر اس کی نجاست سود سے کم درجے کی ہے اور دیکھئے زنا کیسا بدترین اور گھناؤنا گناہ ہے مگر سود اس سے بھی چھتیس گنا بڑا ہے اور ماں سے زنا کا تو کوئی انسان تصور بھی نہیں کر سکتا، سود خوروں کو یہ سب کچھ گوارا ہے لیکن یہ ایک گناہ چھوڑنا کسی صورت گوارا نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کو ہدایت عطاء فرمائیں (سود سے متعلق مزید تفصیل رسالہ "سود خور سے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان جنگ" میں پڑھئے)

⑧ غیبت کی لعنت:

غیبت کی لعنت معاشرے میں اس طرح پھیل چکی ہے کہ عوام وخواص کی مجالس اس کے بغیر بے رونق سمجھی جاتی ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں:

﴿یایها الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا فکرهتموه واتقوا اللّٰه ان اللّٰه تواب رحیم۝﴾

(۴۹-۱۲)

"اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور سراغ مت لگایا کرو اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اسے تو تم ناگوار سمجھتے ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

﴿الغیبة اشد من الزنا﴾ (رواہ الدیلمی والبیہقی والطبرانی)

"غیبت زنا سے بھی بد تر ہے۔"

اس کی کئی وجوہ ہیں:

① غیبت ظاہر تو ہوتی ہے زبان سے لیکن اس کی جڑ دل میں ہے اس لئے کہ جو شخص غیبت کرتا ہے اس کے دل میں کبر ہوتا ہے وہ خود کو بڑا سمجھتا ہے اور دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے اور کبر اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وله الکبریاء فی السموت والارض﴾ (۴۵-۳۷)

"اور بڑائی تو صرف اسی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین میں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿لا یدخل الجنة احد فی قلبه مثقال حبة من خردل من کبر﴾ (رواہ مسلم)

"جنت میں کوئی ایسا شخص نہیں داخل ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر کبر ہو۔"

غیبت کرنے والے کی نظر دوسرے کے عیوب پر ہوتی ہے اسے اپنے عیوب کی طرف توجہ نہیں رہتی اس لئے ان کی اصلاح کی فکر ہی نہیں رہتی اس کے برعکس جس کی نظر اپنے عیوب پر ہو وہ تو اپنی اصلاح کی فکر میں گھلتا رہے گا ڈرتا رہے گا کہ معلوم نہیں کل قیامت میں میرا کیا حال ہوگا؟

② غیبت کے زنا سے بدتر ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ زنا خفیہ گناہ ہے اور غیبت سب کے سامنے علانیہ کی جاتی ہے اور جو گناہ علانیہ کیا جائے وہ پوشیدہ گناہ سے زیادہ برا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿کل امتی معافی الا المجاهرین﴾ (رواہ البخاری ومسلم)

③ زنا سے توبہ کی امید کی جاسکتی ہے بالفرض توبہ کی توفیق نہ ہوئی تو کم سے کم اقراری

مجرم تو ہے، خود کو گنہگار تو سمجھتا ہے شاید اسی عجز و انکسار اور جرم کے اقرار سے اس کی مغفرت ہو جائے لیکن غیبت سے توبہ کی امید بہت کم ہے اس لئے کہ غیبت کرنے والا خود کو گنہگار سمجھتا ہی نہیں بلکہ بہت نیک اور بڑا پاکدامن سمجھتا ہے۔ زنا اور بدکاری کو ہر شخص برا سمجھتا ہے، اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے لئے اس کا نام بھی سننا پسند نہیں کرتا تو غیبت جو زنا سے بھی بدتر ہے اسے کیوں برا نہیں سمجھا جاتا اور اس سے بچنے کا کیوں اہتمام نہیں کیا جاتا؟

(اس کی تفصیل وعظ "غیبت پر عذاب" میں دیکھیں)

۲ بدعات:

آج کے مسلمان نے اپنے نفس کو اللہ سے بھی بڑھا کر بنایا ہوا ہے اس لئے کہ جو بات شریعت سے ثابت نہیں اسے دین میں داخل کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ یہ اپنے نفس کو اللہ سے زیادہ سمجھتا ہے معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ کو اس مسئلے کا علم نہیں تھا یا علم تو تھا مگر اس نے بندوں کو نہیں بتایا، یا معاذ اللہ! جبریل علیہ السلام جب وحی لا رہے تھے تو کسی شیطان نے درمیان سے وہ حکم چھین لیا یا پھر معاذ اللہ! جبریل علیہ السلام نے خیانت کی اور پورے احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچائے، یا معاذ اللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیانت کی اللہ کا حکم امت تک نہیں پہنچایا۔ بدعتی اللہ کی حکومت کے مقابلے میں اپنی متوازی حکومت قائم کرتا ہے اپنی حکومت تسلیم کروانا چاہتا ہے، اللہ نے یہ کہا ہے میں یہ کہتا ہوں۔ اللہ جانے معاشرے میں کتنی بدعات رائج ہیں چند جو وباء کی طرح پھیل گئیں ان کے بارے میں کچھ بتادوں:

① ایصال ثواب کی بدعات:

آج کا مسلمان کھانے کا بڑا عاشق ہے، اتنا عاشق ہے کھانے کا کہ بس جہاں جائے

کھانا ملے کھانا ملے، کوئی مرجائے تو اس پر بھی کہتے ہیں کہ ایصال ثواب کیسے کرو؟ دیگیں چڑھاؤ، ارے! اس کا عزیز مرگیا اور یہ کہتے ہیں دیگیں چڑھاؤ بڑے خبیث ہیں ایسے بے حیاء لوگ تو شاید دنیا میں کہیں بھی نہیں ہوں گے بڑے بے حیاء ہیں۔ آج کا مسلمان بہت بے حیاء بہت بے غیرت ہے۔ جب کوئی عزیز بیمار ہوتا ہے تو یہ بار بار جاکر دیکھتے ہیں کہنے کو تو یہ عیادت کے لئے جاتے ہیں لیکن درحقیقت یہ دیکھنے جاتے ہیں کہ کب مرے گا اس کا اندازہ لگاتے ہیں کہ مرنے کے قریب ہوا یا نہیں اور جب آگئی اس کی موت کی خبر تو کچھ نہ پوچھئے ان کی خوشی کا کیا عالم ہوتا ہے کہ اب اڑائیں گے پلاؤ اور قورمے اس کی موت پر سوئم اور دسواں بیسواں چالیسواں سب نمٹا کر پھر کسی دوسرے کی موت کا انتظار شروع کر دیتے ہیں کہ پھر کب یہ مزے اڑانے کو ملیں گے۔ اس بدعت کے بارے میں ایک قصہ تو بتا ہی دوں:

ایک رئیس فوت ہوگیا اس کے صاحبزادے عقلمند تھے لوگوں کو سمجھانے کے لئے ایک تدبیر اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ڈالی، انہوں نے لوگوں کو بتا دیا کہ تیجا ہوگا، ایسے بے شرم لوگ پیٹ کے بندے تیجے سے دو تین روز پہلے ہی کھانا چھوڑ دیتے ہیں تاکہ اچھی طرح خوب ڈٹ کر کھائیں، ایسے لوگوں کو میں کہا کرتا ہوں ؂

بھر گئے ہو جنازوں کی بوٹیاں کھا کر
تمہاری توند کمر سے ملا کے چھوڑوں گا

انہوں نے اعلان کر دیا تیجا ہوگا لوگوں نے ایک دو دن پہلے سے کھانا پینا چھوڑ دیا، ماشاء اللہ وہ بہت بڑا رئیس ہے اس کے ہاں کھانا تو خوب ہوگا، پہنچ گئے بغلیں بجاتے ہوئے، جیسے مردار پر گدھ منڈلاتے ہیں خوب کھائیں گے، انہوں نے بڑے پر تکلف اور مزے دار کھانے دسترخوان پر رکھوا دیئے، سب مر رہے ہیں کھانے کے لئے تو وہ رئیس زادہ اٹھ کر کہتا ہے بھائیو! ذرا میری بات سن لو اس کے بعد کھانا شروع کریں، انہیں اتنا انتظار بھی مشکل ہو رہا تھا، اس نے کہا بھائیو سنو! مجھے اپنے ابا کے انتقال کا

بہت صدمہ ہے میں صدمے سے نڈھال ہو رہا ہوں مجھے اپنے ابا سے بہت محبت تھی میں غم سے مرا جا رہا ہوں اور تم لوگ جمع ہو گئے دعوت اڑانے کے لئے تمہیں شرم نہیں آتی؟ بس مجھے اتنا ہی کہنا تھا اب کھاؤ۔ ان لوگوں نے کہا آپ نے ہمیں کھانے کے قابل ہی کہاں چھوڑا، سب لوگ اٹھ کر چلے گئے، رئیس زادے نے کھانا اٹھوا کر مساکین میں تقسیم کروا دیا۔

جس وقت کا یہ قصہ ہے اس وقت مسلمانوں میں ذرا سی شرم تھی آج تجربہ کر کے دیکھ لیں اسی رئیس زادے کی طرح لوگوں کو بلا کر کہیں کہ بھائیو! میرے ابا کا انتقال ہو گیا میں صدمے سے نڈھال ہوں تمہیں شرم نہیں آتی دعوت اڑانے پہنچ گئے تو آج کا مسلمان نہیں اٹھے گا کھا کر چھوڑے گا، اگر آپ اس کا ہاتھ پکڑیں گے کہ مت کھاؤ تو وہ آپ کا پنجا مروڑ دے گا اور اگر اس کا منہ بند کریں گے تو آپ کی انگلیاں چبا جائے گا، تجربہ کر کے دیکھیں حالات بتا رہے ہیں، اگر کوئی تجربہ کر کے مجھے بتائے گا تو اسے شاباش دوں گا۔ آج کے مسلمان کے حالات بتا رہے ہیں یہ ایسا بے حیاء ایسا بے حیاء ہے کہ اسے دھکے دے دے کر نکالیں، ہاتھ پکڑ پکڑ کر کھینچیں مت کھاؤ یہ روکنے والے کا ہاتھ توڑ دے گا اور اگر اس کے منہ سے بوٹی نکالے گا تو یہ بوٹی کی بجائے اس کا ہاتھ چبا جائے گا، ایسا بے حیاء اور بے غیرت ہے آج کا مسلمان، اسے تو دعوتیں اڑانے کو چاہئیں خواہ وہ کسی بھی طرح ہو۔ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی ہے:

﴿ان الدعوة شرعت فی السرور لا فی الشرور﴾

شرعاً دعوت خوشی کے موقع پر مقرر کی گئی ہے نہ کہ غمی کے موقع پر، نہ جانے بدعات کے ذریعے یہ لوگ میت کو کیا پہنچانا چاہتے ہیں ان پر ثواب تو ملتا نہیں بلکہ سخت عذاب کی وعید ہے تو ان رسموں کے ذریعے خود جو عذاب کما رہے ہیں میت کو بھی وہی عذاب پہنچا رہے ہیں۔

اللہ کے بندے! اگر واقعۃً ایصال ثواب کرنا ہے تو سنت کے مطابق کرو، جو طریقے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے ہیں وہ تمہیں پسند نہیں بس، اپنے کھانے پینے کے دھندے بنا رکھے ہیں۔ ایصال ثواب کا صحیح طریقہ تو یہ ہے کہ جب بھی کرلیں جہاں بھی کرلیں سب قبول ہے اللہ کی رحمت کے دروازے تو کھلے ہوئے ہیں کسی مخصوص وقت یا مخصوص دن یا مخصوص ہیئت کی قید نہیں چلتے ہوئے پڑھ لیں، کھڑے کھڑے پڑھ لیں، بیٹھ کر پڑھ لیں یا لیٹ کر پڑھ لیں، ان کی طرف سے آزادی ہی آزادی ہے میرے بندے! جو چاہو، جتنی مقدار میں چاہو، جب چاہو جہاں چاہو پڑھو کسی صورت بھی تیری محنت کو ضائع نہ جانے دوں گا۔ اگر صرف ایک بار "اللہ اکبر" ہی کہہ لیا تو اس کا ثواب پڑھنے والے کو بھی ملے گا اور جس کے ایصال ثواب کی نیت کی اسے بھی ملے گا، اللہ تعالیٰ کی کیسی رحمت ہے، لیکن ان نفس کے بندوں نے اپنے طریقے ایجاد کر رکھے ہیں انہیں اللہ کا حکم اللہ کا طریقہ پسند نہیں۔ ایصال ثواب اور مرنے پر ہونی والی بدعات نمبروار مختصراً بتاتا ہوں تاکہ یاد رکھنا آسان ہو:

❶ ایصال ثواب کے لئے ایام کی قید کہ تیسرے، دسویں اور چالیسویں دن ہو۔ یہ بدعت ہے شریعت میں ایسی کوئی قید نہیں۔

❷ مقام کی قید کہ میت کے گھر پر ہو جب کہ شرعاً اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

❸ ہیئت کی قید کہ اجتماعی طور پر ہو، کہنے کو تو یہ ایک بدعت ہے لیکن کئی بدعات کا مجموعہ ہے۔

❹ سب لوگ مل کر ایک ہی چیز پڑھیں مثلاً قرآن خوانی ہو تو سب مل کر کریں اگر کوئی انفرادی طور پر تلاوت کرکے ایصال ثواب کردے تو نفس کے بندوں کے خیال میں مردے کو اس کا ثواب نہیں پہنچتا، یا اگر کوئی اس وقت میں نوافل پڑھنا چاہے تو اس کی بھی اجازت نہیں دل چاہے نہ چاہے سب کو مل کر قرآن خوانی ہی کرنی ہے۔

❺ ایصال ثواب کے لئے کھانا ہی ہو، جب کہ شرعاً تو مسکین کی ضرورت کے مطابق صدقہ کرنے میں فضیلت ہے صرف کھانا ہی تو انسان کی ضرورت نہیں، ہو سکتا ہے

اسے لباس کی ضرورت ہو، یا دواء کی ضرروت ہو، یا کتاب کی ضرورت ہو ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اسے روپے دینا بہتر ہے یا یہ کہ کھانا ہی دیا جائے؟ بات وہی ہے کہ معصیت اور نافرمانیوں کی وجہ سے انسان کی ایسی عقل ماری جاتی ہے کہ آسان سے آسان حکم بھی اس کی سمجھ میں نہیں آتا۔ پھر یہ بات بھی بڑی عجیب ہے کہ ایصال ثواب کے نام سے جو کھانے پکوائے جاتے ہیں وہ مساکین کی بجائے اغنیاء اڑا جاتے ہیں۔

❻ ایصال ثواب کے لئے ختم وغیرہ ہی ضروری سمجھے جاتے ہیں جب کہ شرعًا کسی بھی نیک کام کا ایصال ثواب کیا جاسکتا ہے نفل نماز، روزہ، حج، عمرہ تلاوت، اذکار، علوم دینیہ کا درس و تدریس، جہاد وغیرہ غرضیکہ جو نیک کام بھی آپ کریں اس کا ایصال ثواب جسے بھی کریں گے تو اسے بھی ثواب ملے گا اور آپ کو بھی۔ اگر ان نفس پرستوں سے کہا جائے کہ اپنی میت کو دیگیں پکا کر دعوتیں اڑانے کے ایصال ثواب کی بجائے روزوں کا اور جہاد فی سبیل اللہ کا ایصال ثواب کیا کریں تو دیکھئے یہ سن کر کیسے بھاگتے ہیں۔

❼ لوگوں کا خیال ہے کہ جو چیز مردے کے ایصال ثواب کی نیت سے مسکین کو دی جائے مردے کو بعینہ وہی چیز پہنچتی ہے، یہ صحیح نہیں مردے کو وہ چیزیں نہیں بلکہ ان پر ملنے والا ثواب پہنچتا ہے۔

❽ میت کو دفن کرنے کے بعد جب لوگ قبرستان سے واپس آتے ہیں اور میت کے گھر جمع ہو کر دعوت اڑاتے ہیں یہ کھانا شرعًا حرام ہے۔

⑵ قرآن خوانی کی رسم:

قرآن خوانی کی مروج رسم میں کئی خرابیاں ہیں اس وقت ان میں سے چند بتاتا ہوں:

① قرآن خوانی کے اس مخصوص طریقے کو شریعت سے ثابت سمجھا جاتا ہے جب کہ شرعًا اس کا کوئی ثبوت نہیں، غیر ثابت کو ثابت سمجھنا بدعت ہے۔ اگر کوئی ثابت نہ بھی سمجھے

تو اس کے اس عمل سے بدعت سے تشبہ اور اس کی تأیید وترویج ہوتی ہے۔

② اگر حاجات دنیویہ کے لئے قرآن خوانی کروائی جاتی ہے یا اور کوئی ختم کروایا جاتا ہے تو چونکہ عوام اسے حکم شرعی سمجھتے ہیں اس لئے مقصد پورا ہو گیا تو سمجھیں گے کہ پریشانیوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچنا ضروری نہیں خوب بغاوت کریں گے اور اگر مقصد پورا نہ ہوا تو ان کے ایمان میں شبہہ پیدا ہو گا کہ اللہ اور رسول کا بتایا ہوا نسخہ استعمال کرنے سے بھی فائدہ نہ ہوا۔

③ اعلان اور جبر و اکراہ سے لوگوں کو جمع کیا جاتا ہے شریعت کی اصطلاح میں اسے ''تداعی'' کہا جاتا ہے جو کہ عبادات نافلہ میں ممنوع ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے کچھ لوگ مسجد میں صلوٰۃ الضحیٰ جماعت کی حالت میں پڑھ رہے تھے، جب آپ سے ان کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اس عمل کو بدعت قرار دیا (بخاری و مسلم) حالانکہ ''صلوٰۃ الضحیٰ'' انفراداً پڑھنا ثابت ہے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک قوم کے بارے میں سنا کہ وہ اجتماعی حالت میں جہراً تہلیل اور درود شریف پڑھ رہے ہیں تو آپ نے ان کو ''بدعتی'' قرار دے کر مسجد سے نکال دیا (خانیہ، بزازیہ، حموی، شامیہ) حالانکہ انفراداً تسبیح و تہلیل اور درود شریف پڑھنا باعث اجر و ثواب ہے۔

④ بلانے کے بعد اگر کچھ لوگ قرآن خوانی میں حاضر نہ ہوں تو ان کو طرح طرح سے ملامت کی جاتی ہے حالانکہ امر مستحب کے ترک پر ملامت جائز نہیں۔

⑤ حاضر نہ ہونے والوں سے بغض و نفرت اور کدورت دل میں بیٹھ جاتی ہے۔

⑥ قرآن خوانی کرانے والے جم غفیر کے جمع ہونے پر فخر کرتے ہیں۔

⑦ مروج قرآن خوانی کو اتنا ضروری سمجھا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن خوانی نہ کرائے یا اس میں کم لوگ حاضر ہوں تو ان کو ہدف تنقید بنایا جاتا ہے۔

⑧ پورے قرآن کے ختم کو ضروری سمجھا جاتا ہے، جب کہ شریعت میں برکت اور

ایصال ثواب کے لئے کوئی مقدار معین نہیں بلکہ تلاوت قرآن کے سوا ذکر و اذکار، تسبیحات، نوافل اور صدقات وغیرہ دوسرے طریقوں سے بھی یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔

⑨ اگر پڑھنے والے کم ہوں تو پورے قرآن کے ختم کو اپنے اوپر بوجھ سمجھتے ہیں۔ اور زہر کا گھونٹ سمجھ کر کسی طریقے سے گلے سے اتارنے کی کوشش کرتے ہیں، جب کہ حدیث میں ارشاد ہے:

﴿اقرؤا القرآن ما ائتلفت عليه قلوبكم فاذا اختلفتم فقوموا عنه﴾ (صحیح بخاری ۲/۷۵۷)

"یعنی اس وقت تک قرآن پڑھو جب تک دل نہ اکتائے۔"

⑩ ایسی صورت میں تجوید کے قواعد، حروف وصفات کی صحیح ادائیگی، غنہ، اخفاء و اظہار اور مدات وغیرہ کی رعایت کئے بغیر الفاظ و حروف کو کاٹ کر جان چھڑانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

⑪ مروج قرآن خوانی میں بعض وہ لوگ بھی آجاتے ہیں جو قرآن پڑھے ہوئے نہیں ہوتے تو وہ کوئی پارہ اٹھا کر ہر سطر پر بسم اللہ پڑھ کر یا محض انگلی پھیر کر پارہ رکھ دیتے ہیں۔ اس کو "انگلی اور بسم اللہ ختم" کہا جاتا ہے جس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں، بلکہ اس میں قرآن مجید کی توہین ہے۔

⑫ ختم کے آخر تک بیٹھنے کو ضروری سمجھا جاتا ہے، لہٰذا کوئی شخص اپنا پارہ ختم کر کے شدید تقاضے کے باوجود اٹھنے کی جرأت نہیں کر سکتا کیونکہ [illegible] وب سمجھا جاتا ہے۔

⑬ بعض [illegible] ت کا [illegible] نہیں ہوتا تو وہ سجدوں کی آیات پڑھ کر اور سن کر سجدہ تلاوت نہ کرنے کی وجہ سے ثواب کی بجائے ترک واجب کا گناہ اپنے سر لیتے ہیں۔

⑭ بعض مقامات پر قرآن خوانی کرانے والے سب لوگوں کی طرف سے چودہ سجدے کر لیتے ہیں۔ اس سے ان کا ذمہ فارغ نہیں ہوتا اور خلاف شرع سجدے کرنے والے گنہگار ہوتے ہیں۔

⑮ مروج قرآن خوانی کے موقع پر دعوت یا شیرینی کا بندوبست بھی کیا جاتا ہے "المعروف کالمشروط" کے قاعدے سے یہ پڑھنے والوں کی اجرت ہے اور قرآن پڑھنے کی اجرت دینے اور لینے والے دونوں گنہگار ہیں تو اس پر ثواب کی کیا توقع؟ جب پڑھنے والوں کو ثواب نہیں ملتا تو وہ میت کے لئے ایصال ثواب کیسے کر سکتے ہیں؟

⑯ دعوت یا شیرینی کو اتنا لازم کر رکھا ہے کہ اس کا انتظام نہ کرنے والے پر طعن و تشنیع کی بھرمار ہوتی ہے۔

⑰ مروج قرآن خوانی کے لئے سوئم، چہلم وغیرہ خاص دن خاص وقت اور اجتماعی ہیئت وغیرہ کی تعیین کی جاتی ہے، غیر معین عبادت میں اپنی طرف سے تعیین مکروہ، ناجائز بلکہ بدعت ہے۔

⑱ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کنا نعد الاجتماع الی اھل المیت وصنعھم الطعام من النیاحۃ (احمد وابن ماجہ باسناد صحیح) "ہم میت کے گھر والوں کے ہاں جمع ہونے اور ان کے طعام تیار کرنے کو "نوحہ" سمجھتے تھے" اور نوحہ حرام ہے۔

⑲ مروج قرآن خوانی میں شرکت کرنے والوں اور کرانے والوں دونوں کی نیت نمائش اور دکھلاوے کی ہوتی ہے۔ ریاکاری سے انسان کا بڑے سے بڑا عمل بھی ضائع ہو جاتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ ریاکاری سے نیک عمل ایسا تباہ ہو جاتا ہے جیسے آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسا عمل مردود ہو جاتا ہے۔

سو جو عمل اللہ کے لئے کرنا تھا اور برکت و ثواب پہنچانا مقصود تھا ریاکاری سے

سارے عمل کو آگ لگادی۔ ثواب تو کیا ملا؟ الٹا ریاکاری کا عذاب سر پر آگیا۔

(۲۰) اس سے عقیدہ میں یہ فساد پیدا ہوتا ہے کہ ترک معاصی کی ضرورت نہیں، بس خوانی کروالو کام بن جائے گا اور ایصال ثواب کے لئے ہے تو بہرحال مغفرت ہو جائے گی اس لئے ارتکاب کبائر کی جرأت بڑھتی ہے۔

(۲۱) مدارس دینیہ میں تعلیم و تعلّم کا سلسلہ چھوڑ کر قرآن خوانی کروائی جاتی ہے جب کہ علوم دینیہ کی تعلیم و تعلّم فرض کفایہ ہے اور تلاوت قرآن عبادت نافلہ فرض کا ثواب نفل سے زیادہ ہے، یہ نفس کے بندے زیادہ ثواب کا کام چھوڑ کر کم ثواب کا کام کر کے نفع کی بجائے نقصان کر رہے ہیں۔

یہ تمام خرابیاں شریعت و سنت کے طریقے سے روگردانی کا نتیجہ ہیں۔ اس کے برعکس اگر شریعت کا طریقہ اختیار کیا جاتا تو راحت ہوتی اس قدر زحمت اور تکالیف کی مشقت برداشت نہ کرنی پڑتی، اخلاص و للّٰہیت ہوتی جس کی بدولت پڑھنے والوں کا بھی نفع ہوتا اور میت کا بھی اور ریاء و نمود کا عظیم گناہ بھی سر پر نہ آتا۔

ایصال ثواب کا صحیح طریقہ:

ایصال ثواب کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ لسانی و جسمانی عبادات میں سے ہر شخص اپنے گھر میں انفرادی طور پر جو نیک عمل اپنے لئے کرتا ہے، نفل نماز پڑھتا ہے، نفل روزے رکھتا ہے، تسبیحات پڑھتا ہے، تلاوت کرتا ہے، نفل حج یا عمرہ کرتا ہے، طواف کرتا ہے، اس میں صرف نیت کر لے کہ اس کا ثواب ہمارے فلاں عزیز یا دوست کو پہنچے، وہ پہنچ جائے گا، بس یہی ایصال ثواب ہے، وہ ثواب جو آپ کو ملنا تھا، آپ کو بھی ملے گا اور جن دوسرے لوگوں کی نیت کی ہے ان سب کو بھی پورا ثواب ملے گا۔

مالی صدقہ و خیرات کرنے کا سب سے افضل طریقہ یہ ہے کہ اپنی وسعت کے مطابق نقد رقم کسی کار خیر میں لگادے یا کسی مسکین کو دیدے۔

یہ طریقہ اس لئے افضل ہے کہ اس سے مسکین اپنی ہر حاجت پوری کر سکے گا اگر آج اسے کوئی ضرورت نہیں تو کل کی ضرورت کے لئے رکھ سکتا ہے، نیز یہ صورت ریاء و نمود سے پاک ہے۔ حدیث میں مخفی صدقہ دینے والے کی یہ فضیلت وارد ہوئی ہے کہ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ بروز قیامت اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ عنایت فرمائیں گے، جب کہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا اور تمازت کے سبب لوگ پسینوں میں غرق ہو رہے ہوں گے۔ (متفق علیہ)

فضیلت کے لحاظ سے دوسرے درجہ پر یہ صورت ہے کہ مسکین کی حاجت کے مطابق اسے صدقہ دیا جائے یعنی اس کی حاجت کو دیکھ کر اسے پورا کیا جائے۔

مکان و دوکان میں برکت کیلئے بھی مالک بذات خود یہی صورت اختیار کرے۔

۳ جشن ربیع الاول:

یہ بات جو زبان زد عوام و خاص ہو گئی ہے کہ بارہ ربیع الاول تاریخ ولادت و تاریخ وفات ہے یہ بالکل ایسی غلط ہے جیسے دو اور دو پانچ نہیں ہو سکتے (اس کی تفصیل وعظ "ربیع الاول میں جوش محبت" میں دیکھیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے سے چھ سو سال بعد تک جشن میلاد کی بدعت کا کہیں وجود نہیں ملتا ساتویں صدی میں ایک مسرف اور عیاش بادشاہ نے اغراض دنیویہ کی تحصیل کے لئے اس بدعت کی ابتداء کی (علامہ ذہبی، تاریخ ابن خلکان دول الاسلام) سوچنے کی بات ہے کہ یہ چیزیں جب نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہوئیں، نہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور میں، نہ ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ کے وقت میں پھر لوگ کیوں کرتے ہیں؟ آخر ایسا کام کیوں کرتے ہیں جو اسلام میں کسی نے بھی نہ کیا میرے خیال میں ان لوگوں کے نزدیک اس کی تین وجوہ ہو سکتی ہیں:

❶ اسے حکم شریعت سمجھ کر کرتے ہوں گے۔ اللہ کے بندو! یہ کیسا حکم ہے جو نہ اللہ نے

دیا نہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا، نہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیا، نہ تابعین، تبع تابعین، ائمہ دین رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی سے اس کا کوئی ثبوت ہے۔ غرض اللہ کی شریعت میں تو اس کار خیر کا کہیں نام و نشان نہیں ملا اپنی طرف سے کہاں سے گھڑلیا؟ یہی کہا جائے گا کہ یہ بدعت شیطان کے بندوں کی ایجاد ہے شیطان انہیں وحی کرتا ہے کہ ایسی ایسی بدعات کیا کرو۔

❷ دوسری وجہ وہ یہ بتا سکتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے، محبت یہ کام کروارہی ہے، جو یہ کام نہیں کرتے ان کے دل محبت سے خالی ہیں۔ اس بارے میں یہ بات سوچنے کی ہے کہ کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قلوب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں تھی؟ کیا آج کے بدعتی کی محبت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت سے بڑھ کر ہے؟ ان کی محبت پر تو اللہ تعالیٰ شہادت دے رہے ہیں کہ یہ ہمارے وہ بندے ہیں جنہیں ہماری اور ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کمال حاصل ہے پھر کیا وجہ ہے کہ انہوں نے تو اظہار محبت کے لئے یہ طریقے اختیار نہیں کئے اور تم سے محبت یہ کام کروارہی ہے؟ اس کے لئے تھرما میٹر لگا کر دیکھ لیجئے فوراً پتا چل جائے گا کسی دوسرے سے پوچھنے کی ضرورت نہیں پڑے گی وہ تھرمامیٹر یہ ہے کہ اگر محبت کا مدعی اپنے محبوب کا فرمانبردار ہے، نفس کے تقاضوں کے مقابلے میں محبوب کے حکم اور اس کی رضا کو مقدم رکھتا ہے تو اس کی محبت سچی ہے ورنہ جھوٹی۔ اس معیار کے مطابق آج کے عشاق کا جائزہ لیجئے چوٹی سے ایڑی تک صورت و سیرت میں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہیں، ان کی محبت ان سے صرف ایسے کام کرواتی ہے جن میں نفس کی لذت ہے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ احکام جو بظاہر نفس کے لئے مشکل ہیں ان کے یہ قریب بھی نہیں پھٹکتے، انہیں محبوب کی صورت سے ایسی نفرت ہے کہ ڈاڑھی رکھنے کی توفیق نہیں ہوتی، کھانے کمانے میں حلال وحرام کی تمیز نہیں، جائز ناجائز کی پوچھ نہیں عورتوں میں شرعی پردہ نہیں، گانے

بجانے کی لعنت، تصویر کی لعنت غرض زندگی کا ہر شعبہ معاصی میں اٹا ہوا ہے یہاں محبت کچھ نہیں کرواتی اگر کرواتی ہے تو صرف یہ کہ نعرے لگاؤ، جلسے کرو جلوس نکالو، دعوتیں اڑاؤ۔ اور اللہ کی علانیہ نافرمانیوں، نفس کی لذتوں اور خرمستیوں میں مست رہو۔

۳ تیسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ محبت تو نہیں لیکن محبت پیدا کرنے کے لئے یہ طریقے اختیار کرتے ہیں۔ اس کے دو جواب ہیں، ایک یہ کہ اگر آپ واقعۃً محبت پیدا کرنا چاہتے ہیں تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے نسخے کیوں استعمال نہیں کرتے؟ دوسرا جواب یہ کہ اگر واقعۃً محبت پیدا کرنے کے لئے نقل اتار رہے ہیں تو کوئی ایک شخص ہمیں ایسا دکھایئے جس نے ان ہنگاموں، جلسے جلوسوں اور نعروں کی وجہ سے گناہوں سے توبہ کر لی ہو، ہرگز نہیں دکھا سکتے، البتہ ایسے بہت مل جائیں گے جن کی نافرمانی اور سرکشی میں اضافہ ہوا ہو گا میں نے جب غور کیا تو یہ سمجھ میں آیا کہ یہ تینوں وجہیں نہیں تینوں دعوے غلط ہیں پھر آخر ایسا کیوں کرتے ہیں؟ اس کی بھی تین وجوہ سمجھ میں آتی ہیں:

۱ شیطان دین کا مقابلہ کروا رہا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی حکومت کو تسلیم کر لیا تو مصیبت میں پڑ جاؤ گے، شریعت کے مطابق پردہ کرنا پڑے گا ساری دنیا ہی چھوٹ جائے گی اس لئے آسان سی بات یہ ہے کہ اپنی حکومت بنالو۔

۲ دوسری وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ خود کو دھوکا دینا چاہتے ہیں کہ ویسے تو مسلمان بننا بہت مشکل کام ہے نہ صورت مسلمان کی نہ سیرت مسلمان کی پھر کیسے ظاہر کریں کہ ہم بھی مسلمان ہیں، ارے لگاؤ نعرے کرو ہنگامے خوب نام پیدا کرو بس بن گئے مسلمان۔ عملاً مسلمان نہیں بنتے تو چلئے یونہی سہی۔

۳ تیسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکا دینا چاہتے ہیں، منافقین کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ یاد رکھئے! اللہ تعالیٰ کو دھوکا دینے کی

کوشش کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے:

﴿یخدعون اللہ وھو خادعھم﴾ (۴-۱۴۲)

''چالبازی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس چال کی سزا ان لوگوں کو دینے والے ہیں۔''

④ کونڈے:

کونڈوں کی مروج رسم دشمنان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر اظہار مسرت کے لئے ایجاد کی ہے۔ ۲۲رجب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ وفات ہے۔

۲۲رجب کو حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ اس میں ان کی ولادت ہوئی نہ وفات، حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت ۸ رمضان ۸۰ ہجری یا ۸۳ ہجری کی ہے اور وفات شوال ۱۴۸ ہجری میں ہوئی۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس رسم کو محض پردہ پوشی کے لئے حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ورنہ درحقیقت یہ تقریب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔ جس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی شیعہ مسلمانوں سے مغلوب وخائف تھے اس لئے یہ اہتمام کیا گیا کہ شیرینی علانیہ تقسیم نہ کی جائے تاکہ راز فاش نہ ہو، دشمنان حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموشی کے ساتھ ایک دوسرے کے ہاں جاکر اسی جگہ یہ شیرینی کھالیں جہاں اسے رکھا گیا ہے اور اس طرح اپنی خوشی ومسرت ایک دوسرے پر ظاہر کریں۔ جب اس کا چرچا ہوا تو اسے حضرت جعفر صادق کی طرف منسوب کرکے یہ تہمت ان پر لگائی کہ انہوں نے خود اس تاریخ کو اپنی فاتحہ کا حکم دیا ہے، حالانکہ یہ سب منگھڑت ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہرگز ایسی رسم نہ کریں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی حقیقت سے آگاہ کرکے اس سے

بچانے کی کوشش کریں۔

⑤ ۲۷؍رجب کا روزہ:

۲۷؍رجب کے روزے کا کوئی ثبوت نہیں، بلکہ احادیث میں اس سے ممانعت وارد ہوئی ہے۔اس دن کا روزہ بدعت اور ناجائز ہے۔

⑥ شب معراج:

شب معراج کے بارے میں چند غلط نظریات بہت عام ہو چکے ہیں مثلاً:

❶ ۲۷؍رجب کو یقینی طور پر شب معراج قرار دینا جب کہ اس بارے میں اس قدر شدید اختلاف ہے کہ تقریباً چھتیس اقوال ہیں۔

❷ شب معراج کو عبادت کی رات سمجھنا۔

❸ عبادت کے لئے مخصوص اقسام کی تعیین۔

ان نظریات کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں یہ کسی دلیل پر مبنی نہیں محض خیالات ہی خیالات ہیں۔ شب معراج میں کوئی عبادت مشروع نہیں اور اسے عبادت کی رات سمجھنا بدعت ہے، اس میں عبادت کا کوئی خاص طریقہ متعین کرنا اور اسے مسنون سمجھنا بدعت اور بہت سخت گناہ ہے۔

مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی میں ابوامامۃ بن النقاش، علامہ قسطلانی اور علامہ زرقانی رحمہم اللہ تعالیٰ نے پورے وثوق و اعتماد کے ساتھ پوری دنیا کو تحدی اور چیلنج کیا ہے کہ شب معراج کی تاریخ اور اس میں کسی قسم کی عبادت کے بارے میں کوئی تاقیامت ضعیف سے ضعیف روایت بھی پیش نہیں کر سکتا۔

درحقیقت ۲۷؍رجب کی شہرت شیعوں کا اثر ہے، مذہب شیعہ میں ابتداء زکی و اسراء کی تاریخ ۲۷؍رجب ہے، جیسا کہ ان کی مشہور کتاب "تحفۃ العوام" میں تحریر

ہے۔ شیعہ قوم نے تلبیس اور عیاری و مکاری میں خصوصی مہارت کے ساتھ اپنے بہت سے عقائد و نظریات مسلمانوں کے دل و دماغ میں انتہائی چابکدستی سے اس طرح اتار دیئے کہ کسی کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا، ان کی فریب کاریوں کی فہرست بہت طویل ہے جن میں سے بعض کا بیان میرے رسالے ’’منکرات محرم‘‘ میں ہے۔

اشکال:

شب معراج کی تعیین میں تقریباً چھتیس اقوال ہیں، اس قدر اہم اور ایسی مبارک رات کے بارے میں اتنا شدید اختلاف کیوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مبارک رات کی تفاصیل تو بیان فرمائیں مگر اس کی تعیین سے مکمل سکوت کیوں اختیار فرمایا؟ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس شب کو تلاش کرنے کی کوئی کوشش کیوں نہیں فرمائی؟ اس قدر بے اعتنائی کہ کسی ایک صحابی نے بھی اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں پوچھا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شدت محبت کی وجہ سے آپ کے وہ حالات بلکہ خدوخال تک بھی بہت غور سے دیکھتے تھے جن سے کوئی حکم شرعی متعلق نہیں، غلبہ شوق سے ایک دوسرے سے پوچھتے بتاتے اور باہم مذاکرہ کر کے لطف اندوز ہوتے، اس عشق و محبت کے باوجود انہوں نے شب معراج سے اس قدر بے اعتنائی کیوں برتی؟

جواب:

اس کا جواب پوری دنیا سوچنے بیٹھے اور قیامت تک سوچتی رہے تو بھی اس کے سوا کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات میں نہ تو کسی خاص عبادت کا حکم فرمایا ہے اور نہ ہی اس میں عام عبادات کی کوئی فضیلت اور دوسری راتوں

کی بنسبت اجر و ثواب میں کوئی زیادتی بیان فرمائی ہے، اس لئے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کی تعیین کی طرف توجہ کو بے سود اور لغو وعبث قرار دیا۔ اس جواب کے بعد بھی یہ اشکال بدستور باقی ہے کہ اگرچہ اس سے کوئی حکم شرعی وابستہ نہیں تاہم بمقتضائے محبت ہی اس طرف توجہ کی جاتی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدوخال اور نقش و نگار کو بھی محض بمقتضائے محبت ضبط کرنے کا اہتمام کیا گیا تو آخر اس شب سے اس قدر بے اعتنائی کی کیا وجہ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس شب میں خرافات وبدعات کی بھرمار کا شدید خطرہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سد باب کی غرض سے اسے مبہم رکھنا ضروری سمجھا۔

دین اسلام کی اور بالخصوص اس مبارک رات کی خرافات وبدعات سے حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمودہ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قلوب میں القاء کردہ اس تدبیر کے بعد کے "عاشقان رسول" نے قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا، صراط مستقیم سے کھلا انحراف کر کے ۲۷ رجب کی تعیین بھی خود ہی گھر بیٹھے کر لی پھر اسے عبادت کی رات قرار دینے اور اس میں طرح طرح کی عبادات خود ایجاد کرنے کی بدعات۔

(تفصیل رسالہ "سات مسائل" میں دیکھیں)

⑦ نصف شعبان کی رات:

نصف شعبان کی رات جسے لوگ شب براءت کہتے ہیں اس میں بھی کئی قسم کی بدعات کا ارتکاب کرتے ہیں جب کہ:

❶ اس رات کا نام "شب براءت" کسی روایت سے ثابت نہیں۔

❷ اس میں نزول قرآن اور تقدیر کے فیصلے ہونے کے خیالات نص قرآن کے خلاف

ہیں، اس بارے میں کوئی روایت بھی ایسی قوی نہیں کہ اس کا قرآن سے تعارض رفع کرنے کے لئے مختلف بے بنیاد تأویلات بعیدہ تلاش کرنے پر محنت کی جائے۔

۳ اس میں اموات کو ایصال ثواب کی رسم بدعت ہے، بہشتی زیور اور اصلاح الرسوم میں اس کی سنیت تحریر ہے مگر حضرت حکیم الامۃ رحمہ اللہ تعالیٰ نے امداد الفتاوی میں اس سے رجوع کا اعلان فرمایا ہے۔

۴ قبرستان جاکر دعاء مغفرت میں اختلاف ہے جس کی تفصیل امداد الفتاوی میں ہے، شیوع بدعات و منکرات اور غلبۂ فساد کے اس دور میں بالاتفاق ممنوع ہے۔

۵ اس دن کا روزہ کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں، فقہ کی کسی کتاب میں بھی اس کا کوئی ذکر نہیں، اس لئے اسے سنت یا مستحب سمجھنا جائز نہیں۔

۶ اس رات کی فضیلت میں اختلاف ہے، ایک جماعت کسی بھی قسم کی فضیلت کی منکر ہے، جمہور انفرادًا عبادت مطلقہ کی فضیلت کے قائل ہیں۔ اس پر پوری امت کا اجماع ہے کہ اس رات میں کسی قسم کی عبادت کی تعیین، اس میں مختلف اقسام کی تقییدات و اجتماعات وغیرہ سب خرافات و بدعات ہیں اس بارے میں جتنی بھی روایات ہیں سب موضوعہ ہیں۔

شیعہ کی خباثت:

جیسا کہ میں نے بتایا کہ اس رات کا نام ”شب براءت“ کسی حدیث سے ثابت نہیں، اس رات میں استغفار و توبہ پر مغفرت اور عذاب جہنم سے نجات کے بارے میں ضعیف روایات ہیں، شاید اس وجہ سے اس کا نام ”شب براءت“ مشہور ہوگیا ہو، براءت بمعنی ”نجات۔“

بعض کا خیال ہے کہ یہ نام شیعہ نے رکھا ہے، وہ اس میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر تبرا کرتے ہیں اس لئے اسے ”شب براءت“ کہتے ہیں یعنی ”تبرا کی

رات ”مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے ”تبرا“ کی جگہ اسی کا ہم معنی لفظ ”براءت“ لگا کر مسلمانوں میں پھیلا دیا۔

یہ خیال کچھ بعید نہیں بلکہ قرین قیاس ہے، اس لئے کہ یہ حقیقت کوئی ڈھکی چھپی نہیں کہ شیعہ نے بذریعہ تقیہ اور مکروفریب اپنے مذہب کے بہت سے عقائد مسلمانوں کے قلوب کی گہرائیوں میں اس طرح اتار دیئے ہیں اور راسخ کر دیئے ہیں کہ مسلمان انہیں بلاشبہہ عقائد اسلام سمجھ رہے ہیں اور بے شمار باتیں نہایت مکاری و عیاری سے مسلمانوں میں اس طرح عام پھیلا دی ہیں کہ انہیں اس کا کوئی شعور ہی نہیں۔

شیعہ کا خیال ہے کہ نصف شعبان کی شب میں ان کے امام مہدی کی ولادت ہوئی ہے اس لئے وہ اس رات اور دن کو بہت مبارک سمجھتے ہیں، ولادت امام کی خوشی میں حلوا خوری اور آتش بازی کرتے ہیں، پٹاخے چھوڑتے ہیں اور امام مہدی کے خلیفہ سوم حسین بن روح کے نام پرچوں میں اپنی حاجات لکھ کر کنویں یا دریا میں ڈالتے ہیں تاکہ وہ ان کی درخواستیں امام مہدی کے ہاں پیش کرے۔ نصف شعبان کے بارے میں ان کا یہ عقیدہ و عمل بہت مشہور اور ان کی کتابوں میں مذکور ہے جن میں سے کتاب ”تحفۃ العوام“ اس زمانے میں بہت مشہور و مقبول ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ولادت مہدی کا خیال ہی سرے سے باطل اور ان کا من گھڑت افسانہ ہے چہ جائیکہ اس کی نصف شعبان کی طرف نسبت۔

شیعہ ولادت مہدی کی خوشی میں اس رات حلوا خوری کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو یوں دھوکا دیا:

”اس تاریخ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک شہید ہوا تھا اس لئے حلوا کھاؤ۔“

حالانکہ وہ غزوۂ احد کا واقعہ ہے جو شوال میں ہوا ہے پھر یہ بھی عجیب عشق ہے:

"محبوب کا دانت شہید ہوا تم حلوا کھاؤ۔"

؎

ہم فراق یار میں گھل گھل کے ہاتھی ہو گئے
اتنے گھلے اتنے گھلے رستم کے ساتھی ہو گئے

(تفصیل رسالہ "سات مسائل" میں دیکھیں)

⑧ بدعات رمضان:

رمضان کی حکمت اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمائی ہے کہ اللہ کے بندے صحیح معنی میں اس کے بندے بن جائیں ان میں تقوی پیدا ہو جائے، نفس و شیطان کے مکاید سے بچ جائیں یہ ماہ مبارک گناہوں کو چھوڑنے اور محبت الٰہیہ میں ترقی کرنے کا مہینہ ہے لیکن نفس کے بندوں نے اس مہینے کو کثرت معاصی کا مہینہ بنا دیا اللہ تو فرما رہا ہے اس مہینے میں گناہوں سے بچو گے تو ہم ہمیشہ کے لئے نافرمانیوں سے تمہیں بچالیں گے لیکن یہ چونکہ اللہ کا فرمانبردار بننا ہی نہیں چاہتا یہ تو نفس کا بندہ ہے اسی کی فرمانبرداری کرنا چاہتا ہے اس لئے اس ماہ مبارک میں خوب خوب منکرات و بدعات کا ارتکاب کرتا ہے۔
بدعات رمضان سے متعلق میرا وعظ موجود ہے ان بدعات کی تفصیل اس میں پڑھیں اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک یہ وعظ پہنچائیں تاکہ لوگوں کو ان منکرات و بدعات کا علم

⑨ طواف کی دعائیں:

طواف کے چکروں میں جو دعائیں پڑھنے کا عام دستور ہو گیا ہے ان کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں، چکروں کی تخصیص کے بغیر صرف چند ایک کی ضعیف روایت ملتی ہے البتہ ایک دو دعائیں قابل اعتماد روایت سے ثابت ہیں مگر ان کی بھی کسی چکر کے

ساتھ تخصیص ثابت نہیں۔ چکروں کی دعائیں پڑھنا بدعت اور گناہ ہے جس کی وجوہ یہ ہیں:

❶ جو عمل ضعیف حدیث سے ثابت ہو اسے سنت سمجھنا بدعت اور ناجائز ہے، جب کہ یہ دعائیں تو کسی ضعیف حدیث سے بھی ثابت نہیں اور عوام و خواص انہیں سنت سے بھی بڑھ کر فرض سمجھتے ہیں، اس لئے یہ بہت خطرناک بدعت اور بہت بڑا گناہ ہے۔

❷ ان دعاؤں کے التزام اور دینی اداروں کی طرف سے ان کی روزافزوں اشاعت کی وجہ سے عوام انہیں ضروری سمجھنے لگے ہیں، ایسی حالت میں امر مندوب بھی مکروہ ہو جاتا ہے چہ جائیکہ جس کا ثبوت ہی نہ ہو۔

❸ اکثر لوگوں کو دعائیں یاد نہیں ہوتیں، طواف کے دوران کتاب میں دیکھ کر پڑھتے ہیں اور ازدحام میں کتاب پڑھتے ہوئے چلنے سے خشوع نہیں رہ سکتا۔

❹ ازدحام میں کتاب پر نظر رکھنا اپنے لئے اور دوسروں کے لئے بھی باعث ایذاء ہے بالخصوص دعاؤں کی خاطر جتھوں کی صورت میں چلنا سخت تکلیف دہ ہے جو حرام ہے۔

❺ جتھوں کی صورت میں چلا چلا کر دعائیں پڑھنے سے دوسروں کے خشوع میں خلل پڑتا ہے۔

❻ عوام دعاؤں کے الفاظ صحیح نہیں ادا کرپاتے تو معلم جتھے کو روک کر الفاظ کہلوانے کی کوشش کرتے ہیں جب کہ طواف میں ٹھہرنا مکروہ تحریمی ہے، علاوہ ازیں اس صورت میں بعض لوگوں کی بیت اللہ کی طرف پشت یا سینہ ہو جاتا ہے یہ بھی مکروہ تحریمی ہے اور اسی حالت میں کچھ آگے کو بڑھ گئے تو اتنے حصے کے طواف کا اعادہ واجب ہے۔

❸ جذبات:

بہت سے مسائل کے بارے میں لوگوں کو علم ہوتا ہے کہ شریعت میں ان کا کوئی ثبوت نہیں، تو اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ ارے ارے دل نہیں مانتا، کیا کریں دل

چاہتا ہے، ایسا کرنے کو دل چاہتا ہے، اپنے جذبات کی خاطر یالذات کہہ لیں، لذت نفس کی خاطر کرتے ہیں، اللہ کے حکم پر لذت نفس کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس کی بھی چند مثالیں بتادوں۔

خلاف شرع جذبات کی مثالیں:

پہلی مثال:

حجر اسود کی تقبیل، حجر اسود کا بوسہ لینے کے لئے عورتوں کا مردوں میں گھسنا جائز نہیں حرام ہے، مذہب شافعی میں تصریح ہے کہ عورتوں کے لئے تقبیل حجر کسی حال میں بھی جائز نہیں، مذہب حنفیہ میں اس شرط سے جائز ہے کہ مردوں سے اختلاط کا خطرہ نہ ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا طواف کے لئے نکلیں ساتھ کوئی دوسری خاتون بھی تھیں اس نے کہا چلیں تقبیل حجر کریں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انکار فرما دیا اور اسے یوں تنبیہ فرمائی: انطلقی عنک ”تو اپنی طرف سے چلی جا“ (بخاری) بہر حال تقبیل حجر کے لئے عورتوں کا مردوں سے اختلاط بالاجماع حرام ہے، اس زمانے کی عورتوں کا حال یہ ہے کہ مردوں کے ہجوم میں گھس گھس کر گھس گھس کر ننگی ہو جاتی ہیں، مردوں میں خوب پستی ہیں، دھکے کھاتی ہیں، اسلام تو کیا عام انسانی شرم و حیاء بھی ان کی نظر میں کوئی چیز نہیں، ثواب کی بجائے عذاب اور جنت کی بجائے جہنّم کا سامان۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دیں۔

دوسری مثال:

اور سنئے، ان عورتوں کو اگر یہ سمجھایا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھلا فیصلہ ہے کہ عورتوں کو گھر میں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ملتا ہے تو نہ صرف عورتیں بلکہ ان کے شوہر بھی کہتے ہیں کہ مزا ہی نہیں آتا، ان کے شوہر بھی عورتیں ہی ہیں، کہتے ہیں

اتنی دور سے سفر کر کے آئے ہیں تو گھر میں بیٹھنے کے لئے تھوڑا ہی آئے ہیں۔ یہ لوگ وہاں مزے لینے کے لئے جاتے ہیں، ثواب ملے یا نہ ملے مزا آنا چاہیے۔ بتائیے جذبات اور لذات نفس کو لوگوں نے اِلٰہ بنالیا یا نہیں؟ یہ اپنے نفس کی عبادت کرتے ہیں اللہ کی عبادت تھوڑا ہی کرتے ہیں۔

تیسری مثال:

عورتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام پڑھنے کے لئے مردوں میں گھسنے سے روکا جائے تو کہتی ہیں وہاں جائے بغیر تو مزا ہی نہیں آتا۔ میں نے ایکبار سفر حج میں گھر والوں کی حاضری کے لئے ایسا وقت تلاش کرنے کی کوشش کی جس میں مردوں سے اختلاط نہ ہو، بہت کوشش کی مگر موقع نہ مل سکا تو میں انہیں مسجد سے باہر قبلہ کی طرف گلی میں روضہ مبارکہ کے سامنے لے گیا، انہوں نے وہاں سے سلام پیش کیا پھر ہم نے یوں دعاء کی: یا اللہ! تجھے علم ہے ہم اتنی دور سے مشقتیں اور مصارف برداشت کر کے اس لئے نہیں آئے کہ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی دور کھڑے ہوں مگر ہم جو اتنی دور کھڑے ہوئے ہیں تو یہ تیرے حکم کی اطاعت کے لئے ہی ہے، ہمیں تیرے احکام پر یقین ہے ایمان ہے، ہم بظاہر دور ہیں لیکن درحقیقت ہمیں ان لوگوں سے زیادہ تیرا قرب حاصل ہے جو ناجائز طریقے سے اندر پہنچے ہوئے ہیں۔ وہاں بھی اگر کسی کو روکا جائے تو جواب یہی ملتا ہے کہ مزا ہی نہیں آتا۔

۲۰ تفضلات:

یعنی نفل عبادات پر تو زور دیتے ہیں بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں مگر گناہوں سے نہیں بچتے سمجھتے ہیں کہ نفل عبادت کرنے سے بہت بڑے ولی اللہ بن جائیں گے، تہجد، اشراق چاشت اور مہینے میں کئی کئی روزے کثرت سے حج اور عمرے اور ہر وقت ہزار

دانہ تسبیح ہاتھ میں ہے مگر گناہ نہیں چھوڑتے۔ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿اتق المحارم تکن اعبد الناس﴾ (ترمذی)

"اللہ کی نافرمانی چھوڑ دو پوری دنیا سے بڑے عابد بن جاؤ گے۔"

آج کا مسلمان نافرمانی نہیں چھوڑتا نفل عبادات پر بہت زور ہے سمجھتا ہے کہ اس سے بیڑا پار ہو جائے گا، خود کو صوفی سمجھنے لگتا ہے لوگ بھی کہتے ہیں ہاں ہاں بہت عبادت گزار بزرگ ہیں صوفی جی ہیں، حضرت جی ہیں، کوئی دعائیں کروا رہا ہے، کوئی تعویذ لکھوا رہا ہے، کوئی دم کروا رہا ہے سب آگے پیچھے ہو رہے ہیں حضرت جی حضرت جی کہہ رہے ہیں اور وہ حضرت جی اوپر سے نیچے تک مکمل شیطان، جو ایسے ایسے گناہ کرتا ہے وہ بزرگ کیسے ہو سکتا ہے؟ اسے تو بزرگی کی ہوا بھی نہیں لگی۔

گناہ چھوڑے بغیر نفل عبادت کی مثالیں:

پہلی مثال:

نفل عبادت یا کثرت ذکر اللہ مقوی غذاء کی طرح ہے اور گناہ کا چھوڑنا امراض کا علاج ہے۔ اگر امراض کا علاج کرتے ہیں اور کوئی مقوی غذاء نہیں کھاتے تو فائدہ ہوگا نا؟ علاج سے فائدہ تو ہوتا ہی ہے ہاں اگر مقوی غذاء بھی کھائی تو فائدہ جلدی ہوگا اور اگر کوئی مقوی غذاء تو کھاتا رہے مگر مرض کا علاج نہ کروائے تو کوئی فائدہ نہ ہوگا بلکہ مرض کی وجہ سے بعض مرتبہ اچھی اور مقوی غذاء نقصان کرتی ہے۔ جو شخص گناہ نہیں چھوڑتا اور کثرت ذکر اللہ اور نفل عبادات کرتا ہے وہ سمجھنے لگتا ہے کہ میں بزرگ بن گیا، ہے شیطان اور خود کو ولی اللہ سمجھ رہا ہے، تو یہ اس کے لئے مہلک ہوا یا نہیں؟

دوسری مثال:

گناہ کا چھوڑنا بہتر تعمیر ہے، مصالحہ اچھا ہو، لوہا موٹا ڈالیں، بنیادیں گہری ہوں، سیمنٹ وغیرہ تیز ہو تو تعمیر مضبوط ہوگی اور اشغال واذکار ایسے ہیں جیسے رنگ وروغن، بنیاد مضبوط ہو اسے رنگ وروغن سے چمکا دیا جائے تو ٹھیک ہے سبحان اللہ! نور علیٰ نور اور اگر بنیاد تو مضبوط رکھی نہیں اوپر سے خوب بہتر رنگ وروغن کر دیا تو یہ رنگ وروغن کمزور عمارت کو مضبوط نہیں کر سکتا اور اگر بنیادیں مضبوط ہیں رنگ وروغن نہیں بھی کیا تو تعمیر کا مقصد پورا ہو جائے گا، چور ڈاکوؤں سے حفاظت، آفات سے حفاظت، گرمی سردی سے حفاظت کا مقصد پورا ہو جائے گا۔

تیسری مثال:

گناہوں سے توبہ کرنا ریگ مال سے صفائی کرنا ہے اور نفل عبادات ذکر اللہ وغیرہ رنگ وروغن چڑھانا ہے، لوہے، لکڑی یا کپڑے وغیرہ پر رنگ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس چیز کو صاف کریں تو وہ رنگ قبول کرے گا اور رنگ پائیدار اور چمکدار بھی ہوگا اور اگر صفائی کئے بغیر ہی رنگ کر دیا تو رنگ کی بے قدری کر رہے ہیں کیونکہ میل اور زنگ کی وجہ سے نہ تو رنگ پائیدار رہتا ہے اور نہ ہی چمکدار اور خوبصورت۔

مدار نجات:

اس بارے میں ایک حدیث بھی سن لیجئے حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت میں کچھ ایسے لوگ پیش کئے جائیں گے جن کے پاس نفل عبادات "جبال تہامہ" جتنی ہوں گی۔ تہامہ مکہ مکرمہ اور اس کے جنوبی علاقے کو کہتے ہیں جو بہت بڑا ہے اس پر بہت بڑے بڑے

جبال ہیں، فرمایا اتنے نیک کام لائیں گے اتنے جیسے "جبال تہامہ" اتنا ذخیرہ ہوگا، نمازیں، روزے، تسبیحات اوراد و وظائف، حج، عمرے، صدقات و خیرات بہت زیادہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ان سب عبادات کو بالکل ضائع کر دیں گے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کے حالات واضح فرمادیں تاکہ ہم ان سے بچیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ نفل عبادات تو بہت کرتے ہیں مگر جہاں کوئی نفسانی خواہش سامنے آجاتی ہے تو اس پر جھپٹ پڑتے ہیں (ابن ماجہ) اللہ کی نافرمانی نہیں چھوڑتے اس لئے انہیں جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ جہنم سے نجات کا مدار اور معیار اللہ کی نافرمانی کو چھوڑنا ہے، ترک معاصی کے بغیر کامیابی نہیں ہوسکتی۔

۵ توہمات:

وہ چیزیں جن کی کچھ بھی حقیقت نہیں، ایسے ہی صوفیوں نے عاملوں نے، یہ تعویذ گنڈے کرنے والے، شوشو کرنے والے انہیں لوگ عامل کہتے ہیں خوب سمجھ لیں انہیں عامل کہنا جائز نہیں، ان لوگوں نے کچھ وہمی طور پر باتیں بنا بنا کر امت کو گمراہ کر رکھا ہے کہ یہ آیت پڑھ لی جائے یا یہ دعاء پڑھ لی جائے تو پھر دین کا کام کرنا آسان ہو جائے گا، فلاں آیت پڑھنے سے تہجد بھی پڑھنے لگیں گے، یہ توہمات ہیں۔

تہجد کے لئے آنکھ کھلنے کا وظیفہ:

مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک قاری صاحب مجھ سے کہنے لگے کہ فلاں بزرگ نے فرمایا ہے کہ اگر تہجد کے لئے آنکھ نہ کھلے تو سونے سے پہلے فلاں آیت پڑھ لی جائے تو وقت پر ضرور آنکھ کھلے گی بہت اچھا وظیفہ ہے۔ میں نے سنتے ہی فوراً کہا ارے واہ قاری جی صاحب واہ! یہ بتائیں جب آپ کی شادی ہوئی تھی تو آپ نے کسی بزرگ سے وظیفہ پوچھا تھا کہ حضرت جی! وظیفہ بتا دیجئے کہیں پوری رات سوتے میں

نہ گزر جائے، وقت پر آنکھ کھل جائے۔

اللہ کی محبت کا حمل:

پھر انہیں ایک قصہ بھی سنا دیا، ایک لڑکی کو پہلی بار ولادت ہونے والی تھی وہ اپنی ماں سے کہتی ہے: "اماں جب ولادت کا وقت آئے تو مجھے جگا دینا کہیں سوتے میں بچہ نہ نکل جائے" اس کی ماں نے کہا: "بیٹی جب وہ وقت آئے گا تو تو چلا چلا کر محلے بھر کو جگائے گی تجھے جگانا نہیں پڑے گا تو سب کو جگائے گی۔"

جن لوگوں کو تہجد میں اٹھنے کے لئے وظیفوں کی ضرورت پڑتی ہے دراصل انہوں نے کسی اللہ والے سے محبت کا حمل حاصل نہیں کیا اگر یہ کسی اللہ والے سے محبت کا حمل حاصل کر لیتے تو نہ صرف خود اٹھتے بلکہ دوسروں کو بھی اٹھاتے۔ اپنے اندر اللہ کی محبت کا درد پیدا کیجئے ۔

در درون خود بیفزا دردرا
تا ببینی سبزو سرخ و زردرا

اہل درد کی راتیں کیسے گزرتی ہیں؟ ۔

نعم سری طیف من اهویٰ فأرقني
والحب يعترض اللذات بالالم

"رات کو سوتے وقت محبوب کا خیال آگیا تو اس نے میری نیند اڑا دی
محبت لذتوں کو درد سے بدل دیتی ہے۔"

اک ہوک سی دل سے اٹھتی ہے اک درد سا دل میں ہوتا ہے
میں راتوں کو اٹھ کر روتا ہوں جب سارا عالم سوتا ہے

ہمارا شغل ہے راتوں کو رونا یاد دلبر میں
ہماری نیند ہے محو خیال یار ہو جانا

کاٹے نہیں کٹتا تیری فرقت کا زمانہ
ہوتی ہے بری ہائے لگی آگ جگر کی
پھنکتا ہوں شب و روز پڑا بستر غم پر
ہوتی نہیں اب شام جو مرمر کے سحر کی

فصل گل میں سب تو خنداں ہیں مگر گریاں ہوں میں
جب چمک جاتی ہے بجلی یاد آجاتا ہے دل

کبھی میں تجھ کو چھیڑوں اور کبھی تو مجھ کو چھیڑ اے دل
کبھی میں ساز بن جاؤں کبھی تو ساز بن جائے

اے عشق مبارک تجھ کو ہو اب ہوش اڑائے جاتے ہیں
جو ہوش کے پردے میں تھے نہاں وہ سامنے آئے جاتے ہیں
جب اس طرح چوٹ پہ چوٹ پڑے ویرانیٔ دل کیونکر نہ بڑھے
اٹھ اٹھ کر پچھلی راتوں میں کچھ تیر لگائے جاتے ہیں

بے خواب کی گلی میں رات گزارنے کا اثر:

فرمایا ؎

خواب راہگزار امشب اے پسر
یک شبے در کوئے بے خوابان گزر

اللہ کی محبت میں ایک رات قربان کر کے دیکھو صرف ایک رات تجربے کے لئے پھر تجھے روئیں گے ارے! سو جاؤ، سو جاؤ تو کہے گا نہیں نہیں میں نہیں سوتا پھر تجھے نیند نہیں آئے گی، وہ ایسے کہ ع

یک شبے در کوئے بے خوابان گزر

کوئی رات کسی بے خواب کی گلی میں گزار وہ تمہیں بھی بے خواب بنا دے گا۔ ہو سکتا ہے کسی کو اشکال ہو کہ ہم نے تو بڑے بڑے اللہ والوں کو خراٹے لے کر سوتے ہوئے دیکھا ہے، رات کو بھی سو رہے ہیں، دن کو بھی سو رہے ہیں وہ بہت سوتے ہیں ہم نے خود دیکھا ہے تو وہ کہاں بے خواب ہیں جو دوسروں کو بے خواب بنائیں گے؟ سن لیجئے! بات اس کے دل میں اترتی ہے جسے کچھ لگی ہو ورنہ سمجھانا بہت مشکل ہوتا ہے اگر آپ نے واقعۃً کسی اللہ والے کو بہت مستی کی نیند سوتے ہوئے دیکھا ہے بڑے خراٹے لے کر سو رہا ہے تو سمجھ جائیے کہ اس پر وہ بے خوابی کے اوقات گزر چکے ہیں، رات رات بھر چیخ و پکار کے، اللہ کی محبت میں آہیں بھرنے کے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے یہ حالت عطاء فرمائی ہے کہ اس کے خراٹوں کا مقام دوسروں کی آہ و بکاء سے اللہ کے ہاں بلند ہو جاتا ہے۔

دوسری بات یہ کہ کسی کو اشکال ہو سکتا ہے کہ ہم نے کسی اللہ والے کے ہاں رات گزاری تو ہم تو ساری رات سوتے رہے ہمیں تو کچھ بھی نہیں ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کچھ پٹرول تو ہو، آگ جب لگتی ہے کہ کچھ تھوڑا بہت پٹرول موجود ہو اگر کچھ بھی

نہیں بلکہ پانی ہی پانی بھرا ہوا ہے تو اس میں اگر کوئی چنگاری آئے گی بھی تو فوراً ہی ختم ہو جائے گی۔

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قصہ:

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ جب حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ مجھ سے اذکار و اشغال نہیں ہو سکیں گے اس لئے کہ پڑھنے پڑھانے اور دوسرے علمی کاموں کی مشغولیت اس قدر ہے کہ اذکار و اشغال کی فرصت ہی نہیں مل سکے گی۔ یہ حضرات صیاد ہوتے ہیں پھانسنے کے ماہر۔ فرمایا ذکر کرنے کا طریقہ سیکھ لیجئے اس میں کیا حرج ہے کبھی موقع مل جائے تو کر لیا کریں ورنہ نہیں۔ خادم کو اشارہ فرمادیا کہ ان کا بستر میرے قریب ہی لگا دو، آپ جب سونے کے لئے لیٹے تو نیند ہی نہیں آرہی، کسی کو لٹا دیا جائے تنور کے پاس تو نیند کہاں سے آئے گی؟ ؎

جس قلب کی آہوں نے دل پھونک دیئے لاکھوں
اس قلب میں یا اللہ! کیا آگ بھری ہوگی

جب نیند نہیں آرہی تو سوچا کہ چلئے نیند ویسے ہی نہیں آرہی تو آج حضرت کا بتایا ہوا ذکر کر لیتے ہیں اٹھ کر نوافل اور ذکر میں مشغول ہو گئے، بس ایک بار پڑھا اور پھر عمر بھر نہیں چھوٹا ؎

اب تو چھوڑے سے بھی نہ چھوٹے ذکر ترا اے میرے خدا
حلق سے نکلے سانس کے بدلے ذکر ترا اے میرے خدا
نکلے میرے ہر بن مو سے ذکر ترا اے میرے خدا
مجھ کو سراپا ذکر بنا دے ذکر ترا اے میرے خدا

سو اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے وہاں رات گزاری مجھے تو کچھ بھی نہیں ہوا؟ ارے! تیرے اندر تو پانی کی نہریں ہیں تجھے تنور کیا کرے گا ذرا سا پٹرول تو ہو پھر دیکھئے کیا بنتا ہے پھر تو یہ حال ہو جائے گا ؎

بس ایک بجلی سی پہلے کوندی پھر آگے کوئی خبر نہیں ہے
مگر جو پہلو کو دیکھتا ہوں تو دل نہیں ہے جگر نہیں ہے

وہ پٹرول لینے بھی کہیں اور نہیں جانا پڑتا وہ بھی انہی سے ملتا ہے اور کیسے ملتا ہے؟ ؎

محبت تجھ کو آداب محبت خود سکھا دے گی
ذرا آہستہ آہستہ ادھر رجحان پیدا کر

بات ہو رہی تھی توہمات کی کہتے ہیں یہ پڑھنے سے یہ ہو جائے گا، یہ پڑھنے سے یہ ہو جائے گا۔ در حقیقت ہوتا یہ ہے کہ جب انسان متوجہ ہو کر کوئی سورت یا کوئی دعاء پڑھ لے گا کہ بوقت سحر آنکھ کھل جائے تو اس کا اثر اس لئے ہو رہا ہے کہ سوتے وقت توجہ کر کے سویا، اگر کچھ پڑھے بغیر ویسے ہی توجہ کر کے سوئے تو بھی آنکھ کھل جائے گی۔

❻ خداعات:

اللہ کو دھوکا دیتے ہیں نفس پرستی میں نفس کو اللہ بنا لیا اور پھر اصل اللہ کو دھوکا دیتے ہیں یہ مرض مسلمانوں میں بہت ہے بہت زیادہ ہے۔ توہمات میں تو بتایا تھا کہ دینی کام کرنے کے لئے یہ وظیفہ پڑھ لو، یہ وظیفہ پڑھ لو اس سے ہمت پیدا ہو جائے گی، قوت آجائے گی، ہوشیار ہو جائیں گے بیداری ہو جائے گی، یہ سب توہمات ہوتے ہیں جب درد محبت پیدا ہو جائے تو پھر ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہوتی، اور خداعات کا

مطلب یہ ہے کہ دھوکا دیتے ہیں، کہتے ہیں وسعت رزق کے لئے سورہ مزمل پڑھ لیا کرو، سورہ یٰس جس نے روزانہ پڑھ لی اس پر تو کوئی آفت آتی ہی نہیں، ختم خواجگاں کرا لیا تو بس سبحان اللہ! اس کا تو بیڑا ہی پار ہو جاتا ہے اور خوانی کرالو تو ساری ہی آفتیں دور ہو جائیں گی، یہ اللہ کو دھوکا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں بار بار اپنا فیصلہ سنا رہے ہیں کہ جو میری نافرمانی نہیں چھوڑے گا اس کے بارے میں میرا فیصلہ سن لو:

﴿ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا ونحشره یوم القیمة اعمی۝قال رب لم حشرتنی اعمی وقد کنت بصیرا۝ قال کذلک اتتک ایتنا فنسیتها وکذلک الیوم تنسی۝ وکذلک نجزی من اسرف ولم یؤمن بایت ربه ولعذاب الاخرة اشد وابقی۝﴾ (۲۰-۱۲۴، ۱۲۷)

”اور جو شخص میری اس نصیحت سے اعراض کرے گا تو اس کے لئے تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا کرکے اٹھائیں گے وہ کہے گا کہ اے میرے رب! آپ نے مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا؟ میں تو آنکھوں والا تھا ارشاد ہوگا کہ ایسے ہی تیرے پاس ہمارے احکام پہنچے تھے پھر تو نے ان کا کچھ خیال نہ کیا اور ایسے ہی آج تیرا کچھ خیال نہ کیا جائے گا اور اسی طرح اس شخص کو ہم سزا دیں گے جو حد سے گزر جائے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لائے اور واقعی آخرت کا عذاب ہے بڑا سخت اور بڑا دیرپا۔“

جو نافرمانی نہیں چھوڑے گا اللہ نے طے کر رکھا ہے فیصلہ سنا دیا کہ سکون اور اطمینان اس کے قریب بھی نہیں آنے دوں گا۔ جو یہ کہے کہ گناہ چھوڑے بغیر مجھے سکون ملا ہوا ہے اللہ کی قسم! اللہ کی قسم نہیں ہوگا، نہیں ہوگا، نہیں ہوگا،

میرے اللہ کا فیصلہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا، اللہ کہتا ہے کہ میرا فیصلہ ہے کہ میں اس کے دل میں سکون نہیں آنے دوں گا تو شیطان وہاں سکون کیسے ڈال دے گا؟ اللہ سکون نکالے اور شیطان ڈالے تو کیا شیطان کی طاقت اللہ سے زیادہ ہے؟ اور فرمایا جو لوگ میری فرمانبرداری کرتے ہیں:

﴿من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مؤمن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون۝﴾ (۱۶-۹۷)

”جو شخص کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اس شخص کو بالطف زندگی دیں گے اور ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ان کا اجر دیں گے۔“

یہاں تین تاکیدیں ہیں لام تاکید، جواب قسم اور نون ثقیلہ، تین تاکیدوں کے ساتھ قسم اٹھا کر اللہ کہتا ہے کہ جو میری نافرمانی چھوڑ دیتا ہے اسے دنیا میں پر سکون زندگی دیتا ہوں، وہ کبھی پریشان نہیں ہو گا، اسے تو پتا بھی نہیں ہو گا کہ پریشانی کس بلا کا نام ہے، یہ ہے میرے اللہ کا فیصلہ۔

یہ دغا باز لوگ کہتے ہیں کہ یہ کر لو تو تکلیف جاتی رہے گی، یہ کر لو آسیب بھاگ جائے گا، یہ کر لو سفلی بھاگ جائے گا، یہ کر لو تو رزق زیادہ ہو جائے گا، پنجسورہ پڑھ لو تو یہ ہو جائے گا وہ ہو جائے گا، اللہ کی نافرمانی چھوڑتے نہیں اللہ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کوئی یہ کہے کہ ہم نے تو فلاں مقصد کے لئے کوئی ختم کروایا تھا تو مقصد حاصل ہو گیا تھا یا شادی کے لئے فلاں وظیفہ پڑھا تھا تو شادی ہو گئی۔ سن لیجئے الوگ جو شادیاں وظیفے پڑھ پڑھ کر کرتے ہیں اور اللہ کی نافرمانی نہیں چھوڑتے ان شادیوں کے انجام مجھے معلوم ہیں اور آپ خود بھی ذرا غور کر کے دیکھیں:

﴿فاعتبروا یا اولی الابصار﴾

دنیا کے حالات کو دیکھ کر عبرت حاصل کریں۔ ایک شخص ہٹا کٹا موٹا تازہ کسی دیوار سے ٹیک لگائے وظیفہ پڑھ رہا تھا کہ یا اللہ! گھوڑا دے، دے، یا اللہ! گھوڑا دے دے، یا اللہ! گھوڑا دے دے، اچھا گھوڑا نہیں دیتا تو گھوڑے کا بچہ ہی دے دے۔ کسی عامل نے بتا دیا ہوگا کہ یہ وظیفہ پڑھ لو تو کام بن جائے گا۔ وہ سڑک پر بیٹھا پڑھے جا رہا تھا، کسی گھوڑی سوار سپاہی کا ادھر سے گزر ہوا اتفاق سے اسی جگہ اس کی گھوڑی نے بچھیرا دے دیا اسے فکر لاحق ہوئی کہ یہ بچھیرا اصطبل کیسے پہنچایا جائے؟ ادھر سے آواز آئی یا اللہ! گھوڑا دے دے، یا اللہ! گھوڑا دے دے، سپاہی نے مڑ کر دیکھا تو حیران رہ گیا کہ اچھا خاصا صحت مند جوان ہاتھ پر ہاتھ دھرے وظیفہ پڑھ رہا ہے: یا اللہ! گھوڑا دے دے، یا اللہ! گھوڑا دے دے، سپاہی نے جا کر ایک چابک لگایا کہ چل کھڑا ہو یہ بچھیرا اٹھا اور اصطبل پہنچا، بے چارہ مرتا کیا نہ کرتا، بچھیرا اٹھایا اب چلتا جا رہا ہے ساتھ ساتھ کہتا بھی جا رہا ہے کہ یا اللہ! تو دعاء سنتا تو ہے سمجھتا نہیں میں نے گھوڑا مانگا تھا نیچے کے لئے تو نے اوپر چڑھا دیا، یا اللہ! تو دعاء سنتا تو ہے سمجھتا نہیں۔ بتایئے کفر ہے یا نہیں؟ آج کے مسلمانوں کی حالت اس سے کم نہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ کی نافرمانی چھوڑے بغیر وظیفوں سے ہمارا کام ہو جائے گا، پھر جب کام ہو جاتا ہے اور اللہ گھوڑا نیچے کی بجائے اوپر چڑھا دیتا ہے تو پھر یہ کہتا ہے یا اللہ! تو دعاء سنتا تو ہے سمجھتا نہیں۔ اللہ کی نافرمانی چھوڑے بغیر وظائف پڑھ کر اور خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر کچھ حاصل کرنے کی کوشش کی تو اولاً تو نافرمان کی دعاء قبول ہوگی نہیں اور اگر ہو گئی تو وہی قصہ ہوگا گھوڑا اوپر چڑھانے والا۔

یہ ہیں دغا باز لوگ اللہ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کو راضی کرنے کی ضرورت نہیں جہاں ہم نے نئے نیا تعویذ فلاں صوفی جی سے یا پھونک لگوالی یا فلاں وظیفہ پڑھ لیا معاذ اللہ! معاذ اللہ!! یہ سمجھتے ہیں کہ پھر ہم اللہ کو کان سے پکڑ کر یہ کام کروائیں گے۔ ان کے خیال میں معاذ اللہ! ان کے کھینچے ہوئے حصار کو اللہ بھی نہیں

توڑ سکتا، آیۃ الکرسی پڑھ کر بس تھپ تھپ تھپ (حضرت والے نے مائیک پر تالی مار کر ان کی نقل اتاری) جہاں تک آواز پہنچی وہاں تک کوئی شیطان نہیں آئے گا، کوئی چور نہیں آئے گا، یہ ہیں گمراہ اور دغاباز لوگ، دغابازوں کا انجام بہت خراب ہوگا۔ یہ اللہ کے سامنے سجدہ کر کے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ کر انہیں فریب دینا چاہتے ہیں ؂

زنہار ازاں قوم نباشی کہ فریبند
حق را بسجودے و نبی را بدرودے

ارے نافرمان باغی! تجھے شرم نہیں آتی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکا دیتے ہوئے۔

۷ تعلّقات:

کہتے ہیں اگر ہم نے فلاں گناہ چھوڑ دیا تو فلاں ناراض ہوجائے گا، اگر بیوی کو بھائی سے پردہ کروادیا تو بھائی ناراض ہوجائے گا، بہنوئی سے پردہ کروادیا تو بہنوئی روٹھ کر چلا جائے گا، بہنوئی کہتا ہے کہ میں آیندہ تمہارے گھر نہیں آؤں گا، روٹھ کر بھاگ جاتا ہے، سالے سے کہتا ہے کہ تو مجھے اپنی بیوی نہیں دکھائے گا تو میں تیری بہن کو طلاق دے دوں گا، ایسے ایسے خبیث لوگ ہیں۔

لوگوں کی ناراضی کی فکر بہت زیادہ ہوتی ہے ارے فلاں ناراض نہ ہوجائے فلاں ناراض نہ ہوجائے، ان سے پوچھا جائے کہ اگر وہ ناراض ہوگئے تو تیرا کیا بگڑ جائے گا؟ بگڑتا کچھ بھی نہیں ایسے ہی بس سب کو راضی رکھا کرو اللہ ناراض ہوجائے تو کوئی بات نہیں، رشتے داروں سے قطع تعلق نہ کرو خواہ ان کے ساتھ جہنّم میں ہی کیوں نہ جانا پڑے، جہنّم میں جانے کے لئے آج کا مسلمان بڑا بہادر ہے، جہنّم میں کودنے کے لئے لنگوٹا کسے بیٹھا ہے۔ فلاں کام شریعت کے مطابق کرلیا تو فلاں ناراض ہوجائے گا، پردہ

کرلیا تو فلاں ناراض ہو جائے گا، مرنے پر بدعات و خرافات نہ کیں تو ساری برادری ناراض ہو جائے گی۔ دنیوی تعلّقات کی خاطر اللہ کے ایک ایک حکم کو توڑ رہے ہیں، یہ ہیں تعلّقات۔

ایسے تعلّقات کے بارے میں دنیا کی عقل کو دل دیوانہ یوں خطاب کرتا ہے، وہ دل جس میں اللہ کی محبت کی دیوانگی آجائے وہ دنیا کی عقل کو یوں چیلنج کرتا ہے ؎

سمجھ کر اے خرد اس دل کو پابند علائق کر
یہ دیوانہ اڑا دیتا ہے ہر زنجیر کے ٹکڑے

اے دنیا کی عقل، دنیا کی لونڈی! تو جو اس دل کو تعلّقات کی زنجیروں میں جکڑنا چاہتی ہے خبردار! سن لے ع

یہ دیوانہ اڑا دیتا ہے ہر زنجیر کے ٹکڑے

یہ اللہ کا دیوانہ ہے دنیا کے تعلّقات کی زنجیروں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔

دل شکنی یا دین شکنی؟:

ایک بار میرے ایک بیٹے نے تراویح میں قرآن سنایا، مقتدیوں میں کوئی بینک منیجر تھا، اس نے عید کے بعد ایک شخص کو بھیج کر مجھ سے معلوم کروایا کہ جن قاری صاحب نے تراویح میں قرآن مجید سنایا ہے ان کا نام کیا ہے؟ مجھے خیال ہوا کہ شاید کوئی خاص دعاء خیر کرنا چاہتے ہیں اس لئے میں نے نام بتادیا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ وہ میرے بیٹے کو کچھ رقم بطور عطیہ دے کر اس کے نام بینک میں کھاتا کھولنا چاہتا ہے، اس غرض سے اس نے بینک میں کھاتا کھولنے کے فارم دستخط کے لئے بھیجے۔ میں نے اسے جواب میں کہلوادیا کہ یہ تو دوہرا حرام ہے ایک تو تراویح میں قرآن سنانے کا کچھ معاوضہ لینا حرام اور دوسرا بینک والوں کی حرام آمدنی کا عطیہ حرام، یہ کہہ کر میں نے اس کے

فارم واپس لوٹا دیئے، اس نے جواب میں یہ کہلا بھیجا کہ میں با اختیار افسر ہوں اور بغیر دستخط کے بھی کھاتا کھول سکتا ہوں چنانچہ میں نے اتنی رقم قاری صاحب کے نام جمع کرادی ہے اور بینک میں کھاتا کھول دیا ہے اسے قبول فرمالیجئے۔ میں نے کاغذات لانے والے سے کہا کہ کیوں ہماری ماچس کی سلائی ضائع کرواتے ہو ہم تو اسے جلانے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتے بہتر ہے کہ یہ کام بھی آپ خود ہی کرلیں۔ بعد میں اس منیجر نے فون پر مجھ سے کہا کہ آپ نے ہماری دل شکنی کردی۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ کی "دل شکنی" سے بچنے کے لئے میں اپنی "دین شکنی" نہیں کر سکتا اور آپ کو راضی کرنے کے لئے میں اپنے مالک کو ناراض نہیں کر سکتا۔

آج کا صوفی کہتا ہے نہیں نہیں کوئی بات نہیں کرلو کہیں یہ ناراض نہ ہو جائے۔ ایک بہت بڑے صوفی صاحب نے مجھے بتایا کہ ایک بینک والے نے مجھے ٹھنڈی بوتل پیش کی تو میں نے پی لی اس لئے کہ اس کی دل شکنی نہ ہو۔ میں نے کہا واہ بہادر واہ شاباش! اس کی دل شکنی سے بچنے کے لئے کود گیا جہنم میں بڑا بہادر ہے، اس کی دل شکنی نہ ہو اس کی خاطر پیشاب سے بدتر چیز پی گیا، سود کا ایک درہم چھتیس زنا سے بدتر ہے (احمد، طبرانی، کبیر و اوسط) درہم ساڑھے تین گرام چاندی کا ہوتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ سود میں تہتر خرابیاں ہیں ان میں چھوٹے سے چھوٹا گناہ ایسا ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے بدکاری کرے (حاکم علی شرط الشیخین) اتنا بڑا عذاب اور یہ صوفی کہتا ہے کہ اس کی دل شکنی نہ ہو، ماں سے بدکاری جیسا گناہ کرلے گا مگر اس کی دل شکنی نہ ہو جائے۔ یہ ہیں نفس کے بندے اور جو اللہ کے بندے ہیں وہ یہ نعرہ لگاتے ہیں ؎

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے
مدنظر تو مرضیٔ جانانہ چاہئے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہئے

سمجھ کر اے خرد اس دل کو پابند علائق کر
یہ دیوانہ اڑا دیتا ہے ہر زنجیر کے ٹکڑے

یا اللہ! ہم سب کو اپنی محبت کی ایسی دیوانگی عطاء فرمادے کہ اس کے مقابلے میں تمام تعلّقات کے ٹکڑے ٹکڑے اڑادیں ایک تیرا تعلّق رہے باقی جتنے تعلّقات ہیں وہ تیرے تعلّق کے تابع ہوکر رہیں۔

❽ خطرات:

نفس کے بندے اس سے بہت ڈرتے ہیں کہ اگر فلاں ناراض ہو گیا تو پھر میرا کیا بنے گا؟ فلاں بھی ناراض، فلاں بھی ناراض تو پھر دنیا میں رہوں گا کیسے؟ پھر شادی کیسے ہوگی؟ بچوں کے رشتے کیسے ہوں گے؟ آج کل لڑکیوں کے رشتے ویسے ہی بہت مشکل سے ملتے ہیں اگر ہم نے پردے کی بات کی تو رشتے کہاں ہوں گے؟ یہ اللہ کو عاجز سمجھتا ہے، دنیا سے ڈرتا ہے اللہ سے نہیں ڈرتا یہ ہے اس کی نفس پرستی، کیا ایسے لوگوں کا ایمان باقی رہ سکتا ہے جو شیطان کی قدرت کو اللہ کی قدرت پر غالب سمجھیں، رحمٰن اور شیطان کی قدرت کا مقابلہ کرکے یہ خبیث کہتے ہیں کہ رحمٰن کی قدرت پر شیطان کی قدرت غالب ہے، صراحۃً نہیں کہتے لیکن ان کی باتوں کا مطلب تو یہی نکلتا ہے نا یا کچھ اور مطلب نکلتا ہے؟ کہتے ہیں دین پر چلیں گے تو دنیا میں کیسے رہیں گے؟ ارے نالائق! اگر تو رحمٰن کو راضی کرلے تو وہ حفاظت کرنے والے ہیں ان کے ساتھ تعلّق کیوں نہیں جوڑتا؟ کیوں نافرمانی کرکے انہیں ناراض کررہے ہو؟ جس کے قبضہ قدرت میں سب کچھ ہے اسے راضی کرلو۔

ایک لڑکے کو دارالجنون (دارالافتاء) کا مصالحہ لگ گیا تو اس کا ابا اس سے کہتا ہے

کہ ارے تجھے دنیا میں رہنا نہیں؟ مطلب یہ کہ جب گناہ چھوڑ دیئے تو لوگ کٹ جائیں گے پھر تو اکیلا کیسے زندگی گزارے گا۔ اس لڑکے نے جواب میں کہا کہ ہاں مجھے تو نہیں رہنا آپ کو رہنا ہے تو آپ، سوچ لیں۔ کیسا عجیب جواب ہے، بات سمجھ میں آئی؟ کسی کو رہنا ہے دنیا میں؟ اللہ سے بغاوت اور نفس پرستی کی بنیاد یہ ہے کہ مسلمان نے قرآن کو چھوڑ دیا، قرآن کو صرف کھانے پینے کا دھندا بنا رکھا ہے اسی لئے انہیں قرآن سے ہدایت نہیں ہو رہی، فرمایا:

﴿افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالها﴾ (۴۷-۲۴)

یہ لوگ قرآن پر عمل نہیں کرتے، گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب پر تالے چڑھا دیئے اس لئے انہیں قرآن سے ہدایت نہیں ملتی، فرمایا:

﴿واذا قرأت القرآن جعلنا بینک و بین الذین لا یؤمنون بالاخرة حجابا مستورا﴾ (۱۷-۴۵)

اور فرمایا:

﴿ومن اظلم ممن ذکر بایٰت ربه فاعرض عنها ونسی ماقدمت یداه انا جعلنا علی قلوبهم اکنة ان یفقهوه وفی اٰذانهم وقرا وان تدعهم الی الهدی فلن یهتدوا اذا ابدا﴾ (۱۸-۵۷)

ان نفس کے بندوں کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بروز قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے شہادت دیں گے کہ انہوں نے قرآن کو چھوڑ دیا تھا، پس پشت ڈال دیا تھا:

﴿وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا هذا القرآن مهجورا﴾ (۲۵-۳۰)

یا اللہ! تو اپنی رحمت سے اپنے بندوں کو اپنے کلام پر ایمان کامل عطاء فرما دے۔ تمام ظاہری و باطنی گناہوں سے پاک وصاف فرما دے، یا اللہ! اپنی اور اپنے حبیب صلی

اللہ علیہ وسلم کی ایسی محبت عطاء فرمادے کہ تمام احکام پر عمل کرنا آسان ہو جائے، یا اللہ! اپنی ایسی محبت عطاء فرمادے کہ تیری چھوٹی سے چھوٹی نافرمانی کے تصور سے بھی شرم آنے لگے۔

اللہ کی محبت حاصل کرنے کا طریقہ:

یہ محبت ملتی کہاں سے ہے اس کا نسخہ بھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادیا:

﴿یایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ وکونوا مع الصدقین﴾ (۹-۱۱۹)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے تقوی کے کئی نسخے بیان فرمائے ہیں بلکہ میرا خیال ہے کہ شاید ہی کوئی آیت ایسی ہو کہ جس میں تقوی کا ذکر ہو اور ساتھ نسخہ نہ ہو، جہاں تقوی کا حکم ہے ساتھ ہی اس کا نسخہ بھی ہے مگر وہ نسخہ جاننے والے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ سب سے زیادہ مؤثر نسخہ: کونوا مع الصدقین۔ اللہ سے ڈرو اللہ کی نافرمانی چھوڑ دو اور نافرمانی اس وقت تک نہیں چھوٹے گی جب تک نسخہ استعمال نہیں کروگے نسخہ کیا ہے کہ ان لوگوں کے پاس رہو، آیا جایا کرو، کونوا، ان کے ساتھ ہو جاؤ، ان کے ساتھ رہو جو سچے لوگ ہیں سچے، سچے کا مطلب کیا ہے کہ جو کچھ کہتے ہیں ان کا عمل بھی اسی کے مطابق ہے، بہت سے لوگ دنیا میں ایسے ہیں کہ جو کچھ زبان سے کہتے ہیں ان کا قلب بھی اس کے مطابق ہوتا ہے، ایسے لوگوں کے ساتھ تعلق قائم کرو تو تمہارے گناہ چھوٹیں گے اور جیسے جیسے گناہ چھوٹتے جائیں گے اللہ کی محبت بڑھتی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائیں۔

وصل اللّٰھم وبارک وسلم علی عبدک ورسولک محمد
وعلی اٰلہ وصحبہ اجمعین
والحمد للہ رب العٰلمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا (القرآن)

"اور جسے حکمت (فہم دین) عطا ہوئی تو بے شک اسے بڑی ہی خیر عطا ہوئی"

جواہر الرشید

یعنی

ہزاروں زریں ملفوظات میں سے منتخب

صد پند لقمان

علماء و مفتیان کرام، اساتذہ و مشایخ عظام، طلبہ و صلحاء و اہل تبلیغ کی خدمت میں

گلِ صد برگ

ملفوظات

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

دس جلدیں تیار